

یا اللہ صفا..... شمارہ نمبر 57..... نومبر 2015ء محرم 1437ھ

بیضیان
مظہر شریعت و طریقت تائید و کمال
حضرت مولانا مظہر حسین
نور اللہ قزو
تیسری مرتبہ بیضیان شریعت و طریقت تائید و کمال

اکابرین دیوبند بالخصوص شیخ الحدیث مولانا حسین احمد قزو
کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان
مجلہ صفا

بیضیان
محدث عربیہ سوم بروئے دیوبند اہل السنۃ و الجماعۃ
حضرت مولانا نور اللہ قزو
محدث رشید الحدیث از خان صفا
محدث رشید الحدیث از خان صفا

مفسر قرآن ولی کامل حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان قزو	فقہ العصر ترجمان دیوبند حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی
شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرت مولانا خواجہ نان محمد	فخر اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی
حکیم العصر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لہویا نوی شہید	امین ملت مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفا اوکاڑوی
پاسبان مسلک احناف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف	ترجمان مسلک دیوبند مولانا نور محمد تونسوی
وکیل صحابہ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید	جانشین شہید اسلام مفتی العصر حضرت مولانا سید احمد جلال پوری شہید

وکیل صحابہ حضرت مولانا عبدالستار تونسوی نور اللہ قزو حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحمید لہویا نوی نور اللہ قزو

مفتی محمد انور اوکاڑوی
حضرت مولانا مظہر حسین
مفتی محمد انور اوکاڑوی

سرپرست
پیر طریقت شیخ الحدیث
حضرت مولانا اکرم سومرو
حضرت مولانا اکرم سومرو

مدیر
حسین احسانی
0307-5687800

مدیر مسئول
مولانا حسن خدای
0320 4902150

مدیر اعلیٰ
مولانا جمیل الرحمن عباسی
0301-7790908

فی شمارہ: 25..... زر سالانہ: 300 روپے

برائے رابطہ: احسن خدای، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82، محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

ترتیب

- ۱ ادارہ (دوحادثے، سود کے بارے فیصلہ) مدیر مسؤل کے قلم سے 3
- ۲ فکرولی الہی، غامدیت اور عمار ناصر مولانا غلام محمد صادق 6
- ۳ فخر دیوبند مولانا سرفراز صفدر مولانا محمد اللہ خلیلی قاسمی 16
- ۴ مخصوص مجالس کے لیے تداعی کا حکم مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی 22
- ۵ رجم کے بارے مرزائیوں کا موقف ابو مطیع 25
- ۶ زبیر علی زئی کا تعاقب (۳۰) مولانا رب نواز 31
- ۷ تذکرہ علامہ تونسوی مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی 44
- ۸ فتنہ غامدی نمبر، اکابر و مبصرین کی نظر میں! مولانا عبدالغفار مولانا غلام محمد 47
- ۹ متاثرین حب یزید کے لیے قیمتی تحفہ احسن خدای 53
- ۱۰ یہ مکہ اور مدینہ پر ہی مرتا ہے، اسے پکڑو! احسن خدای 58

کھلے مکالمے..... اور آزاد مباحثے

اسلامی تاریخ میں دو (۲) کھلے مکالمے اور آزاد مباحثے نمایاں ہیں:

(۱)..... مامون کے دربار میں - (۲)..... اکبر کے دربار میں -

لیکن ان دونوں سے امت کو انتشار و افتراق اور تلخیوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔

مشائخ عظام کی مجالس ذکر کی حیثیت

فقیر العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

احقر کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ مشائخ عظام کے یہاں یہ مجالس ذکر بطور علاج کے ہوتی ہیں اور ان کی تربیت کا یہ حصہ ہیں۔ اسی لیے کسی جگہ یہ ہوتی ہیں کسی جگہ نہیں ہوتیں۔ کیونکہ تربیت کے مختلف طریقے ہیں۔ ایک ہی طریقہ سب کے لیے نہیں ہوتا۔ اس لیے جن مشائخ کے یہاں یہ معمول ہو ان کو اس پر عمل کرنا علاج سمجھ کر مفید ہو گا۔ دوسری جگہ از خود اس طرح نہ کیا جائے۔ یہ معمولات مشائخ میں سے ہیں، ان کو سنت نہ سمجھا جائے۔ سنت سمجھ کر اجتماعی ذکر کی مجالس منعقد کرنا اور ان کے لیے تداعی قرآن و سنت کی روشنی میں مکروہ ہے۔

[تحقیقی جائزہ، باب نمبر ۶]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ [فتویٰ جاری کردہ: ۲۲/ صفر ۱۴۱۵ھ]

مکہ مکرمہ میں دو حادثے..... غازی ممتاز قادری کی سزائے موت سود کے بارے میں عدالت کا فیصلہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد!

مکہ مکرمہ میں یکے بعد دیگرے دو شدید حادثے:

عالم اسلام کے روحانی مرکز مکہ مکرمہ میں پچھلے ماہ یکے بعد دیگرے دو عظیم سانحات پیش آئے، پہلے سانحے میں مسعی کی بیرونی جانب نصب ایک دیوہیکل کرین مسعی کی چھت پر سے ہوتے ہوئے مطاف کے اندر جاگری جس سے مسعی کی چھت میں شکاف ہو جانے اور کرین کے ٹکڑے مطاف میں موجود لوگوں پر گرنے سے لحد بھر میں ایک سو کے لگ بھگ افراد شہید ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس حادثے کا صدمہ ابھی قلب پر باقی تھا کہ ایام حج میں منی کے مقام میں جمرات کے پل پر بھگدڑ مچ گئی جس سے سیکڑوں افراد قدموں تلے کچلے جانے سے واصل بحق ہو گئے۔ ان دونوں افسوس ناک ترین حادثوں پر عالم اسلام پر حزن و ملال کی کیفیت طاری ہے، اللہ جل شانہ دونوں حادثوں میں انتقال فرمانے والے حجاج کرام کو شہدائے کرام میں محشور فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائیں۔ پہلے حادثے کا ظاہری سبب وہ شدید ترین آندھی اور بارش بتائی جاتی ہے جو پورے شرق اوسط پر مسلسل کئی دن چلتی رہی اور کہا جاتا ہے کہ مکہ شریف کی تاریخ میں اتنی شدید آندھی پہلے کبھی نہیں چلی۔ جبکہ دوسرے حادثے کا سبب یہ ہوا کہ حجاج کرام کے لیے جو راستے جمرات کی طرف ”جانے“ کے لیے بنائے گئے تھے، بعض حجاج کرام نے جلد بازی کی بناء پر انہی راستوں سے واپس آنے کی کوشش کی، اُدھر سے آنے والے لاکھوں حجاج کا ریلوایا جب ان کے سامنے آیا تو ٹکراؤ ہو گیا جس کے نتیجے میں جانہین سے سینکڑوں افراد کچلے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بد نظمی اور جلد بازی کی بناء پر پیش آنے والا یہ واقعہ انتہائی افسوس ناک اور دردناک ہے، مسلم ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے حاجیوں کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کریں اور انہیں وہاں کے قواعد و ضوابط اور قوانین سے مکمل آگاہ کر کے روانہ کیا جائے تاکہ انہیں وہاں جا کر پریشانی نہ ہو اور آئندہ اس قسم کے حادثات کی روک تھام ہو سکے۔ مجلہ صفدر اپنی پوری انتظامیہ کی طرف سے ان حجاج کرام کے اہل خانہ سے تعزیت کرتا ہے اور اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں ان کی شہادت کی قبولیت اور ترقی درجات کے لیے دست بدعا ہے۔

غازی ممتاز قادری کی سزائے موت:

پاکستان کی سپریم کورٹ نے سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے الزام میں اس کے قاتل

جناب غازی ممتاز قادری کی سزائے موت کو بحال رکھنے کا فیصلہ دے دیا ہے۔ ”اسلامی جمہوریہ پاکستان“ کے کسی فاضل جج سے اس کے علاوہ کسی فیصلے کی توقع بھی نہیں تھی، تو ہین رسالت کے قانون کو برسر عام کا لا قانون کہنے والا ملعون شخص نہ صرف آزاد رہے بلکہ گورنری کے عہدے پر بھی فائز رہے تو ”اسلامی جمہوریہ پاکستان“ کی اسلامیت یا پاکستانیت کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی، تاہم اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے تو ملعونہ آسیہ مسیح کی طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور ملعون سلمان تاثیر کی طرف سے اس کی حمایت کے وقت سپریم کورٹ کے کسی کونے میں گہری نیند سو یا ہوا قانون اچانک پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پکڑ مارو کا شور برپا کر دیتا کرتا ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ آسیہ مسیح کہاں ہے جس نے کھلے عام جناب رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی تھی اور یہ گستاخی مضبوط شواہد اور ناقابل تردید گواہیوں کے ذریعے اس پر ثابت ہو چکی تھی؟ اس کو اب تک سزائے موت دے کر کیوں تختہ دار پر نہیں لٹکایا گیا؟ جب اس قسم کے ملعون مجرم کھلے عام پھرتے ہیں یا بیرون ملک جا کر پر قیث زندگی گزارتے ہیں تو اس وقت پاکستان کا اسلامی قانون کہاں جا کر سو جاتا ہے؟ پاکستان کی طاقتور ترین فوج اور زمین کی تہہ سے ملک دشمنوں کی نکال لینے کی صلاحیت رکھنے والی ایجنسیاں کہاں چلی جاتی ہیں؟ جناب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے، ابورافع اور کعب بن اشرف کے قتل کے معرکوں کی یاد تازہ کرتے ہوئے ایسے بد بختوں کو چن چن کر کیوں ٹھکانے نہیں لگایا جاتا؟ ارباب حکومت کی بے حسی، نالائقی اور بے غیرتی کے باعث اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنا کفار اور مرتدین کے لئے یورپ کے ویزے کے قائم مقام ہو چکا ہے، یورپی ممالک کی طرف سے گویا اذن عام ہے کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اس کو ہم اپنے ملک میں رہائش اور سیاسی پناہ دیں گے، ارباب حکومت خاموش بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں اور ان کے کان پر جوں تک نہیں رہتی؟ یہ بات بالکل واضح ہے کہ جب تک تو ہین رسالت کے قانون پر حقیقی معنوں میں عمل درآمد نہیں کیا جاتا، تو ہین رسالت کر کے باہر بھاگنے والے قومی مجرموں اور مفروروں کو واپس لا کر سزا نہیں دی جاتی اور آئندہ سے ایسے شرمناک واقعات کی روک تھام نہیں کی جاتی، تب تک غازی عامر چیمہ، غازی ممتاز قادری اور غازی علم الدین شہید جیسے جاں بازوں کو قانون ہاتھ میں لینے سے کوئی نہیں روک سکتا.....!

سود کے متعلق درخواست پر سپریم کورٹ کے فاضل جج کی گل فشانیاں:

وطن عزیز میں سودی نظام ختم کرنے سے متعلق سپریم کورٹ میں ایک رٹ دائر کی گئی جسے جسٹس جناب سرمد جلال عثمانی صاحب نے یہ کہہ کر خارج کر دیا کہ چونکہ اسی معاملہ سے متعلق ایک رٹ شریعت کورٹ میں زیر سماعت ہے لہذا وہ اس اپیل کی سماعت نہیں کر سکتے۔ اس اپیل کی سماعت کے دوران جناب سرمد جلال صاحب نے جو ریمارکس ارشاد فرمائے ہیں ان الفاظ نے ہر درد دل اور درد دین رکھنے والے پاکستانی کو مضطرب اور حیران و پریشان کر دیا ہے، جناب جسٹس سرمد جلال صاحب مدعی کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”جو سو نہیں لینا چاہتے نہ لیں، جو لے رہے ہیں انہیں اللہ پوچھے گا“

نیز ارشاد ہوتا ہے کہ:

”ہم سپریم کورٹ کے باہر مدرسہ کھول کر نہیں بیٹھ سکتے“

عالی جناب جسٹس سرمد جلال صاحب کی دانائی، قانون فہمی اور لیاقت و حذاقت پر کوئی شک نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ایک عظیم اسلامی ایٹمی مملکت کے محترم قاضی اور ایک ”اسلامی قانون“ کو نافذ کرنے کی عبادت میں شب و روز مصروف عمل ہیں، اس ”اسلامی قانون“ کی تشریح و تعبیر میں ہی آنجناب کی عمر کبھی ہے، تاہم ہم جیسا کم فہم و غیر دانش ور ملا اپنی ناسمجھی کے باعث ان کے مذکورہ بالا ارشادات قطعاً سمجھ نہیں پایا اور ان سے یہ استفسار کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ اگر سود کو حرام اور ممنوع قرار دینے کے لئے سپریم کورٹ کا بیج کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سپریم کورٹ کی عمارت سے باہر ایک عدد مدرسہ کھولنے کی ضرورت ہے تو پھر حدود و تعزیرات، دہشت گردی، نکاح و طلاق، عدت، بغاوت، تجارت و معیشت اور دیگر معاملات کے مقدمات پر سپریم کورٹ کے محترم جج صاحبان کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ یہ سارے ہی مقدمات کسی مدرسے کے حوالے کر کے خود گوشہ نشینی کیوں اختیار نہیں کر لیتے؟

یہ بات بھی ہماری فہم سے بالا ہے کہ سود کے مقدمے کی طرح کسی اور مقدمے کی سماعت کے وقت یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ:

..... جو چوری نہیں کرنا چاہتا نہ کرے، جو کرے گا اسے اللہ پوچھے گا؟

..... جو قتل نہیں کرنا چاہتا نہ کرے، جو کرے گا اسے اللہ پوچھے گا؟

..... جو حکومت کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھاتا نہ اٹھائے، جو اٹھائے گا اسے اللہ پوچھے گا؟

..... جو رشوت نہیں لینا چاہتا نہ لے، جو لے گا اسے اللہ پوچھے گا؟

یہ ”اللہ پوچھے گا“ والی منطق باقی تمام دیوانی و فوجداری قوانین کے وقت کیوں کام نہیں آتی اور صرف

سود اور حدود اللہ کے نفاذ کے وقت ہی یہ کیوں یاد آتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے ملکی اموال و وسائل لوٹنے والے عسکری و سوبیلین ادارے جو انگریزی و امریکی مفادات کے حصول اور ان کے احکامات کی بجا آوری اور ذاتی مفادات کے حصول کے لئے انتہائی پھرتیلے، چست، بہادر اور چاک و چوبند ہوتے ہیں، حدود اللہ اور شرعی قوانین کے نفاذ کے معاملے میں اتنے ہی ٹکٹھو، نالائق، غیر سنجیدہ، اور بزدل بن جاتے ہیں۔ نہیں معلوم کہ یہ کفار کا خوف اللہ کے خوف سے، اور کفار کی محبت اللہ کی محبت سے زیادہ ہو جانے کا نتیجہ ہے یا ان لوگوں نے مسلمان کی چادر ہی محض ہمیں دھوکہ دینے کے لئے پہن رکھی ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور اس ملک اور عالم اسلام کو ہر قسم کے شرف و فتنہ سے محفوظ رکھیں! آمین بجاہ النبی اکرم! وصلى اللہ وسلم علی رسولہ خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ اجمعین! ☆☆

فکر ولی اللہی.. غامدیت.. اور.. عمارناصر کے عقائد و افکار کی حقیقت

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسولہ خاتم النبیین و علی آلہ وأصحابہ أجمعین۔
آج کا دور ظلمت و ضلالت، خود راہی و خود نمائی، خود ستائی و خود پرستی اور خود بینی و خود غرضی کا دور ہے، ہر طرف إعجاب کل ذی رأی برأیہ کا دور دورہ ہے، دشمنان اسلام نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے مقابلہ میں تیغ و تفنگ، خنجر و تلوار اور آلات ضرب و حرب سے لیس ”عسکر ایلین“ تیار کرنے کے ساتھ ساتھ قلم و قراطس اور تحریر و تقریر کے میدان میں ”تحقیق و ریسرچ“ کے خوبصورت نام سے حلقہ یاران تلاش کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے کہ اس طریقہ سے وہ جنگ و حرب کے زیادہ اخراجات کے نقصان و خسارے سے بھی بچ جاتے ہیں اور ظلم و ستم کے الزامات و پروپیگنڈہ سے بھی۔

کیا یہ حلقہ یاران دشمنان اسلام کو بازار کے دکانداروں سے، یا مزارعین و کاشتکاروں سے یا جاہل و ناخواندہ جٹ قسم کے لوگوں سے دستیاب ہوگا؟ نہیں! قطعاً نہیں! کیونکہ یہ لوگ ان کے عزائم و مقاصد کے معیار پر پورے نہیں اتر سکتے۔ لہذا اس قسم کے منصوبے کو کامیاب اور تیر بہدف بنانے کے لیے ان کو علم و دانش کے نام سے منڈی پر نگاہ مطلب ڈالنا پڑتی ہے۔ پھر ان کی نگاہ مطلب کے طفیل تحقیقاتی ادارے وجود میں آتے ہیں، نئے نئے اور دلکش و دلفریب ناموں سے کتب و تصانیف، رسائل و مجلات، پمفلٹ و کتابچے منصوبہ شہود پر آتی ہیں۔ کانفرنسوں، سیمینارز اور مختلف قسم کی عیاشانہ مجالس کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ علماء نما اہل مطلب ان کے دام تزیور میں آجائیں۔ ان تزیوراتی منصوبوں کے تحت علماء اور ریسرچ سکالروں کے نام سے ایک ایسا طبقہ تیار کیا جاتا ہے جو کہ دجل و فریب اور اغواء و اضلال کا کام نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے خود ساختہ دلائل و براہین، چرب لسانی اور جدت طرازی سے انجام دے سکتا ہے۔

مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ راہ مستقیم سے بھٹکتے ہوئے تمام بے راہ و گمراہ لوگوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ کسی دنیاوی لالچ، یا خالص نفسانی خواہشات رکھنے اور یا ملحدین و زانغین کے دجل و فریب، جعل سازی اور دھوکہ بازی کو سمجھنے کے باوجود حق و صداقت کا دامن چھوڑ کر ان ملحدین اور مبتدعین کی گود میں نجات کے متلاشی ہوں۔ بلکہ بعض ان شعبہ بازوں کی شعبہ بازیوں سے ناواقف و بے خبر ہو کر ان کے دجل و تلبیس کے منصوبوں کا شکار ہو کر ان کی تزیوراتی فیکٹریوں کے لیے لاشعوری طور پر بطور خام مال استعمال

ہوتے ہیں۔ لہذا ان حالات میں علماء حق کا فریضہ بنتا ہے کہ زانغین و منافقین کے زلیغ و ضلالت اور نفاق سے پردہ اٹھا کر بھولے بھالے اور سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے ان کو بے نقاب کریں تاکہ وہ لاعلم و بے خبر بندگان خدا ان کے شر و ضرر سے محفوظ ہو جائیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا: **يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمُ مِنْ كُلِّ خَلْفٍ عَدُوَّهُ يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَ انْتِحَالَ الْمَبْطِلِينَ وَ تَاوِيلَ الْجَاهِلِينَ**۔ [مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم] یعنی ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک (یعنی ثقہ اور معتمد) لوگ اس علم (کتاب و سنت) کو حاصل کریں گے اور وہی لوگ اس (علم) کے ذریعہ (آیات و احادیث میں) حد سے گزرنے والوں کی تحریف کو، باطلوں کی افتراء پر دازی اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے۔

اس حدیث میں دین اسلام کی حفاظت کی طرف اشارہ ہے کہ ہر زمانے میں جید علماء کرام افرات و تفریط سے پاک ہو کر دین حق کی سرحدات کی حفاظت کے لیے موجود ہوں گے۔ دین کو تحریف کرنے والوں، (جیسے قادیانی اور پرویزی) اور جھوٹے قصے اور بزرگوں کی طرف غلط خیالات منسوب کر کے اپنے مقاصد کو پورا کرنے والوں جیسا کہ آج کل ماڈرن طبقہ ہے جو کہ نام نہاد دانشوروں اور ریسرچ سکالروں پر مشتمل ہے سے بچائیں گے۔ اور بزعم خویش عالم و فاضل مگر فی الحقیقت جاہلوں کی غلط تاویلات کی تردید کرتے ہوئے دین کی حفاظت کریں گے۔

قرآن و سنت میں تحریفات اور من گھڑت تاویلات و توجیہات کا سہارا لیکر نفس پرستوں کے غیر اسلامی نظریات و افکار اور فاسد خیالات سے امت مسلمہ کی حفاظت کا جذبہ اور نصیح و خیر خواہی کا نیک مقصد ہماری اس تحریر کا باعث و سبب بنا۔ آج ہم اسی جذبے کے تحت اپنے قارئین کو جدید تین فتنہ پرور مکاتب فکر اور شخصیات کے متعلق کچھ معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ قارئین عہد حاضر کے متجدد دین و زانغین کے افکار و نظریات سے واقف ہو کر ان کے ملحدانہ عقائد سے اجتناب اختیار کریں۔

(۱)..... تنظیم فکر ولی اللہی:

عہد حاضر کے ان فتنوں میں ایک بڑا فتنہ ”تنظیم فکر ولی اللہی“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس گروہ کے بانی سعید احمد رائے پوری ہیں۔ ابتداء میں جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے۔ پھر جمعیت کے اندر عہدے کی تلاش و طلب میں سرگرداں ہوئے مگر کچھ نہ ملا۔ اور جب ۱۹۷۹ء میں روس نے افغانستان میں اپنی فوج داخل کر دی اور مظالم سے وہاں کے مسلمانوں پر اپنے ملک کی زمین تنگ کر دی اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور دیگر علماء و مفتیان کرام نے افغان جہاد کا فتویٰ صادر کیا تو جمعیت علماء اسلام کے اس موقف کے خلاف موقف اختیار کرنے والوں میں سعید احمد رائے پوری بھی شامل ہوئے۔ سویت یونین کی

فوجی مداخلت کے ۸ سال بعد ۱۹۸۷ء میں سعید احمد رائے پوری نے تنظیم فکر ولی اللہی کی بنیاد رکھی۔ اور پھر اس کے پلیٹ فارم سے تقریر و تحریر کے ذریعے اپنے نظریات و خیالات کا پرچار شروع کیا۔

(ماخوذ از: ”تنظیم فکر ولی اللہی حقائق کے آئینہ میں“ از مولانا ڈاکٹر عبدالحکیم اکبری)

اس گروہ کے عقائد و نظریات نقل کرنا اور قارئین کی افادیت کی خاطر صفحہ قرطاس پر منتقل کرنا اگرچہ ”نقل کفر کفر نہ باشد“ کی بنا پر ناجائز اور ممنوع تو نہیں۔ مگر راقم الحروف کو یہ خوف ضرور لاحق ہے کہ اس گروہ کے عقائد فاسدہ اور خیالات و نظریات باطلہ نقل کرنے سے کہیں اشاعت مکر نہ ہو جائے۔ بہر حال دل پر ہاتھ رکھ کر بادل ناخواستہ قارئین کے چٹنگی عقیدہ پر اعتماد کرتے ہوئے اس گمراہ و بے راہ گروہ کی دستیاب کتابوں سے چند گمراہ کن اور ایمان تباہ و برباد کرنے والے عقائد و نظریات کی نشاندہی کے بعد مناسب سمجھتا ہوں کہ اس گروہ کے بارے میں معیاری اور معتمد دینی مدارس اور قابل اتباع و تقلید مفتیان عظام اور علماء کرام کے فتوؤں اور خیالات سے بھی قارئین کرام کو مطمئن کرنے کی کوشش کروں۔

(۱)..... خدائے تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ:

فکریوں کی مشہور ترین نصابی کتاب ”شعور و آگہی“ (جو اس گروہ کے مرکزی ذمہ داروں نے مل کر تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب فکریوں کے تربیتی نظام میں اعلیٰ کلاس (رکنیت) کے نصاب میں داخل ہے۔ اس کے صفحہ: ۱۹ میں درج ہے:

”ایک سائنس دان نے اسے مادہ سے تعبیر کیا ہے، فلسفی نے اسے عقل کل مانا اور مذہبی اسے خدا کہتا ہے۔“
اس پیرا گراف میں خدا، عقل کل اور مادہ ایک چیز کی مختلف تعبیریں یا مختلف نام بتائے ہیں۔ تو گویا حقیقت ایک ہے مگر نام الگ ہیں۔ کسے نہیں معلوم کہ خدائے برتر الحی القیوم اور سمیع البصیر ذات ہے اور مادہ مردہ، بے جان اور روزانہ لیبارٹریوں میں سائنس دانوں کے ہاتھوں تحقیر و تحقیر بنایا ہوا ہے۔ مگر فکری لوگ خدا اور مادہ کو ایک ہی چیز سمجھ رہے ہیں۔ فکریوں کی ایک اور کتاب ”حالات، تعلیمات، سیاسی افکار“ [ص ۱۰۵-۱۰۴] پر اس طرح لکھا ہے:

”ایک طبعی نے اسے (خدا) مادہ سے تعبیر کیا۔ فلسفی نے اسے عقل کل مانا اور ایک مذہبی اسے خدا کہتا ہے۔“

(۲)..... عقیدہ رسالت سے انکار:

فکریوں کی کتاب ”افادات و ملفوظات“ [ص: ۷۸] پر درج ہے:

”جس قوم کا یہ عقیدہ ہو کہ علم کا آخری، قطعی اور یقینی ذریعہ صرف وحی ہے اور وحی میں عقل کی کوئی دخل نہیں۔

اس قوم کا کیا بنے گا میں اس کے مستقبل سے خائف ہوں۔“

اس پیرا گراف میں بڑے دو ٹوک پیرائے میں واضح کر دیا گیا کہ نبوت یا وحی علم کا آخری، قطعی اور

یقینی ذریعہ نہیں جو اقوام اس پر انحصار رکھیں ان کی تباہی یقینی ہے۔ (اس میں وحی کی قطعیت کا انکار نہیں بلکہ قطعیت کے اس میں حصر کا انکار ہے جس میں کوئی غلطی نہیں۔ [احسن])

(۳)..... جبرائیلؑ فرشتہ نہیں تھا:

”جبرائیلؑ جو انبیاء کو نظر آتے ہیں اور خدا کی طرف سے وحی لاتے ہیں وہ حقیقت جبرائیلیہ ہے جو انبیاء کی قوتوں میں سے ایک قوت کا نام ہے، یہی قوت صورت بن کر پیغام لاتی ہے تو انبیاء اپنے آپ ہی سے مستفید ہوتے ہیں، نہ کسی اور سے۔ جو کچھ ان کو نظر آتا ہے وہی ہے جو ان کے خزانہ میں مخزون تھا۔“

[افادات و ملفوظات: ۲۳۸]

اس پیرا گراف میں حضرت جبرائیلؑ (فرشتہ) کو ”حقیقت جبرائیلیہ“ کی خود ساختہ اور من گھڑت اصطلاح سے تعبیر کیا۔ اور قرآن مجید کو اللہ کی طرف سے نازل ہونے کی بجائے حضرت محمد ﷺ کی ذہنی استعداد، نفسیاتی طاقت اور وجدانی قوت سے ان کی نفسیات کا کرشمہ سازی قرار دیا جو کہ حضرت جبرائیلؑ سے بحیثیت فرشتہ انکار کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے اللہ کی طرف سے نزول سے بھی انکار ہے اور ”انبیاء اپنے آپ ہی سے مستفید ہیں۔ نہ کسی اور سے“ کے الفاظ بار بار پڑھ کر فیصلہ خود کریں کہ کیا ان الفاظ سے ان کا مقصد یہ نہیں کہ قرآن و دیگر آسمانی کتب پیغمبروں کی خود ساختہ اور خود تراشیدہ ہیں۔

اس کے علاوہ یہ گروہ متعدد غلط، بے بنیاد اور فاسد عقائد و افکار اور باطل نظریات رکھتا ہے مثلاً: بلا سمجھے قرآن کریم پڑھنے اور اس پر ثواب کی امید رکھنے کو ہندوانہ بت پرستی کی مانند قرار دینا،..... جنت و دوزخ کو نفسیاتی کیفیت سے تعبیر کرنا،..... آب کوثر کو مجردات اور اک سے حاصل شدہ عقلی لذت قرار دینا،..... جنت و دوزخ کی ہیئتگی و غلطی سے صریح انکار،..... شفاعت محمدی کو عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی مانند قرار دینا۔..... عہد حاضر کی مساجد کو مسجد ضار قرار دینا،..... حیات عیسائی جیسے مسلمہ عقیدہ کو یہودیوں اور صابیوں کی من گھڑت کہانی قرار دینا۔..... اس قسم کے گمراہ کن نظریات و عقائد سے ان کا لٹریچر بھرا ہوا ہے۔ اگر خوف گناہ و طوالت نہ ہوتا تو میں قارئین کو ان کے شراب خانے کی طرف ضرور لے جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے ذہین و فطین اور زیرک قارئین اس مختصر نوٹس سے ”قیاس کن ز گلستان من بہار مرا“ کے مصداق بہت کچھ حاصل کریں گے۔

فکر ولی اللہی کے بارے میں علماء کرام کے فتوے:

جو لوگ مستند اور قابل تقلید و اتباع علماء کرام اور عالم اسلام کے معیاری و معتمد مدارس اسلامیہ اور جامعات کے مفتیان عظام پر اعتماد سے گریزاں و انکاری ہیں اور ان کے متعلق تحقیر آمیز، گستاخانہ اور سوقیانہ رویے کے حامل اور بزرگان دین کے متعلق توہین و سب و شتم کے مرتکب ہیں ان سے تو بحث و مباحثہ اور

برائے اصلاح، مکالمہ ہی فضول و عبث ہے کہ من یضلل اللہ فلا ہادی لہ۔ مگر جن کے دلوں میں علماء و مدارس اسلامیہ، شیوخ الحدیث و مفتیان عظام اور اکابرین ملک و ملت کے لیے عظمت و عزت، توقیر و تعظیم اور قدر و احترام کے جذبات و عقیدت ہیں اُن کے مزید یقین و اطمینان کے لیے ذیل میں اکابرین علماء کرام اور مفتیان عظام کے فتوے اور آراء نذر قارئین ہیں۔

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مفتی، محترم مولانا مفتی رفیق احمد بالاکوٹی اور تصدیق و تصحیح کنندہ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالجید دین پوری شہید قطر از ہیں:

”غرض یہ کہ جو باتیں مذکورہ بالا حوالہ جات کی رو سے تنظیم (فکر ولی اللہی) کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، اُن میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں، یہ نظریات اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد و نظریات کے برخلاف ہیں۔ تنظیم کے لیے ان کی تردید یا انکار بھی مشکل ہے، کیونکہ یہ ساری کتابیں تقریباً وہی ہیں جو ان کے نصاب میں شامل ہیں یا نصاب کے لیے مأخذ و مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ بعض قابل اعتراض حوالہ جات والی کتابیں جن پر تنظیم کے اکابر کی تقاریر بھی موجود ہیں جو بطور ثبوت کے زبانی کلامی باتوں یا دستی تحریروں کی بجائے زیادہ معتبر و موثق ہیں۔ بنا بریں یہ لوگ اہل السنۃ والجماعۃ سے عملاً و اعتقاداً لائق ہیں جیسا کہ مؤمن ہونے کے لیے یہ تو ضروری ہوتا ہے کہ جملہ ایمانیات پر ایمان لائے جبکہ ایمان سے تہی دامن ہونے کیلئے ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہوتا ہے۔ [شامی: ۲۲۳/۴].....“ [اقتباس از فتویٰ علامہ بنوری ٹاؤن]

اسی فتوے میں لکھتے ہیں کہ:

”اس تنظیم کی طرف دعوت دینا علماء دیوبند اور اہل سنت سے بغاوت ہے۔ اس نوابیاد (مبتدع) گروہ سے تعلق رکھنے والے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ناجائز ہے۔ ایسا شخص اگر مذکورہ تنظیم سے برأت و بیزاری کا اظہار نہ کرے منصب امامت کے اعزاز کا مستحق نہیں۔“

[از تنظیم فکر ولی اللہی اور اس کی قیادت۔ تصنیف: مولانا ڈاکٹر عبدالکیم اکبری]

جامعہ فاروقیہ کراچی کے مفتی، مولانا مفتی ابو عبیدہ عبیدالحق صاحب لکھتے ہیں:

”واضح رہے کہ اس تنظیم کے عقائد، نظریات کمیونزم اور سوشلزم سے ملتے جلتے ہیں۔ جبکہ کمیونزم صرف ایک معاشی نظریہ نہیں بلکہ مذہب سے انکار کرنا بھی اس کا جزو ہے۔ یہ تنظیم کمیونزم کے حامی اور اس طرز پر انقلاب کا داعی ہے۔“ [اقتباس]

آخر میں لکھتے ہیں:

”لہذا ایسی تنظیم کا رکن بننا یا ان کو کسی قسم کا تعاون فراہم کرنا ناجائز ہے۔“ [تنظیم فکر ولی اللہی]

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

”فکرولی اللہی ایک دھوکہ ہے، عام طور سے یہ لوگ حضرت شاہ صاحب کے نام کی آڑ میں اشتراکی نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔“

مذکورہ بالا فتاویٰ کی جن دیگر مفتیان حضرات نے تصدیق و تصویب کی ہے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب، شیخ الحدیث مولانا معزالحق صاحب، حضرت مولانا مفتی سیف اللہ صاحب اکوڑہ خٹک، شیخ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ صاحب، شیخ التفسیر والحدیث مولانا حمید اللہ جان صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد سرور صاحب و دیگر علماء و محدثین حضرات اور مفتیان عظام۔ علماء کرام کے ان فتوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے مورخہ ۳ جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ / ستمبر ۲۰۱۰ء کو اپنی مرکزی مجلس عاملہ میں تنظیم فکرولی اللہی کے طرز عمل اور افکار و نظریات کے پیش نظر اس کو ”وفاق“ سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور اس تنظیم کے عقائد و نظریات کو خلافت شریعت اور جمہور امت کے موقف کے منافی قرار دیا۔

(۲).....فتنہ غامدیت:

عہد حاضر کا دوسرا خطرناک اور زہریلا فتنہ ”فتنہ غامدیت“ ہے جو کہ ملک کے مشہور و معروف ملحد و زندیق اور متجدد شخص ”جاوید احمد غامدی“ کی طرف منسوب ہے۔ یہ فتنہ فکرولی اللہی اور فتنہ انکار حدیث سے مختلف کوئی فتنہ نہیں ہے، بلکہ اس کو فتنہ انکار حدیث کا نیا ایڈیشن اور مکملہ و تتمہ کہنا چاہیے۔ اس فتنے کا کمال یہ ہے کہ اس نے علماء و فضلاء کے زمرے میں سے بھی بعض اہل علم کو اپنے لپیٹ میں لے لیا ہے اور جو اہل علم و فضل کسی وقت میں فتنہ انکار حدیث کی سرکوبی کے لیے سرگرم عمل اور قلمی جہاد میں مصروف تھے، اُن کے اہل تعلق آج فتنہ انکار حدیث کے نئے ایڈیشن ”غامدیت“ کا نہ صرف حصہ بلکہ اس فتنے کے لیے دست و پا بن گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہ و اِنَّا اِلَیْہ راجعون۔

فکرولی اللہی، منکرین حدیث اور قادیانیوں کی طرح جاوید غامدی بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ وفات پا چکے ہیں اور قیامت کے قریب دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے۔ وہ انتہائی دجل و فریب سے احادیث کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ احادیث سے عقیدہ اور عمل کا اضافہ نہیں ہوتا ہے۔ [میزان: ۱۵، طبع سوم مئی ۲۰۰۸ء لاہور] [اصول و مبادی: ۱۱، طبع دوم]۔ حالانکہ تقدیر پر ایمان، قبر کا عذاب، قبر میں فرشتوں کا آنا یہ عقیدہ کہ تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، ختم نبوت کا عقیدہ اور مدعی نبوت کا واجب القتل ہونا، نزول عیسیٰ، نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور اس قسم کے بہت سے مسلمہ اسلامی عقائد ہیں جو صرف حدیث

سے ثابت ہیں۔

شادی شدہ زنا کار مرد و عورت کی سزا قرآن و سنت اور اجماع امت سے رجم (سنگساری) مقرر ہے اور اس سے انکار الحاد و زندقہ ہے۔ مگر غامدی صاحب نے اس حد سے انکار کیا ہے۔ [میزان: ۱۶۸-۱۸۳]
قرآن سات قراءتوں اور حروف پر نازل ہوا ہے جو کہ صحیح بخاری اور دوسری احادیث کی کتب سے ثابت ہے۔ مگر غامدی ہرزہ سرا ہیں کہ قرآن صرف وہی ہے جو کہ مصحف میں ثبت ہے اس کے سوا کوئی دوسری قراءت نہ قرآن ہے اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ [میزان: ۳۲، طبع دوم اپریل ۲۰۰۲ء]۔
یہ اور اس قسم کے بے شمار عقائد باطلہ، اور خیالات فاسدہ ہیں جن کی دعوت و تبلیغ کا مہم مسٹر غامدی صاحب زور و شور سے چلا رہے ہیں۔ ہمارا پختہ یقین ہے کہ مسٹر غامدی نہ صرف ضال و مضل ہیں بلکہ عقائد کے آئینہ میں کفر کی سرحدات چومتے نظر آ رہے ہیں۔ لہذا ہم جذبہ خیر خواہی سے اپنے قارئین، تلامذہ اور متعلقین کو اس شجرہ عصیان والحاد اور زلیخ و ضلالت سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

(۳)..... فتنہ عمار خان ناصر

عمار خان ناصر گوجرانوالہ کے علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ امام اہل السنۃ والجماعۃ شیخ الحدیث والنفیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ کے پوتے ہیں۔ مشہور صاحب قلم و قرطاس، علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی کے صاحبزادے ہیں۔ بقول مولانا زاہد الراشدی:

”اس نے درس نظامی کی تعلیم مدرسہ انوار العلوم اور مدرسہ نصرۃ العلوم میں حاصل کی ہے اور دورۂ حدیث اپنے دادا شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خانؒ سے کیا ہے۔ کم و بیش دس سال تک مدرسہ نصرۃ العلوم میں درس نظامی کے شعبہ میں تدریس کی ہے اور موقوف علیہ کے درجہ تک کی کتابیں پڑھائی ہیں۔ اور اس کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے انگلش کیا ہے۔“

مولانا زاہد الراشدی صاحب اپنے بیٹے عمار خان ناصر کے مزید تعارف میں فرماتے ہیں کہ:

”جاوید غامدی صاحب سے ان کا شاگردی کا تعلق ہے۔ ان کے ادارے کے ساتھ ان کی جزوی وابستگی ہے۔ اور ان کے بعض افکار سے وہ متاثر ہیں۔ اس کی تحریریں الشریعہ اور دیگر رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ جن میں جمہور کے موقف سے ہٹ کر بھی بات ہوتی ہے۔“

اب ہم اس پر مزید کیا تبصرہ کریں گے کہ عمار خان صاحب کے والد گرامی نے اگرچہ شفقت پدری کی بنیاد پر ہمیشہ عمار خان کے غلط خیالات اور فاسد افکار کا دفاع کیا، مگر یہاں انہوں نے تسلیم کیا کہ عمار خان غامدی کے شاگرد ہیں۔ غامدی کے ادارے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اُن کے افکار سے متاثر ہیں۔ اور ان کی

تحریروں میں جمہور کے موقف سے ہٹ کر بھی بات ہوتی ہے۔ ماہنامہ وفاق المدارس میں عمار خان کے بارے میں تحریر ہے کہ:

”حال ہی میں مولانا (زاہد الراشدی صاحب) کے بیٹے جناب عمار خان ناصر نے ”حدود و تعزیرات“ پر کتاب تالیف کی جس میں انہوں نے پیغمبر ﷺ کے بلند مرتبہ صحابہ پر کچھ بھی اچھالا۔ اور کئی طے شدہ اجماعی مسائل سے انحراف بھی کیا ہے۔“

اس مختصر تبصرے میں ان کے چند خرافات بطور نمونہ ملاحظہ ہوں:

(۱)..... بطور حد رجم سے انکار:

”سورۃ نساء کی آیت نمبر ۱۵ میں زنا کے جن عادی مجرموں کے لیے عبوری سزایمان کی گئی ہے، اُن کا جرم چونکہ زنا کے عام مجرموں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ سنگین تھا اور ان میں سے بالخصوص یاری و آشنائی کا تعلق رکھنے والے بدکار جوڑے اس عرصے میں توبہ و اصلاح کا موقع دیئے جانے کے باوجود اپنی روش سے باز نہیں آئے تھے۔ اس لئے عام مجرموں کے برخلاف زنا کے یہ عادی مجرم بدیہی طور پر اضافی سزائوں کے بھی مستحق تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت کی گئی کہ سو کوڑوں کے ساتھ ساتھ ان کی جلا وطنی اور رجم کی اضافی سزائیں بھی نافذ کی جائیں۔ صدر اول سے اہل علم کی غالب اکثریت کا نقطہ نظر یہ رہا ہے کہ عبادہ بن صامتؓ کی روایت اور اس کے علاوہ جلا وطنی اور رجم کی سزا سے متعلق دیگر روایات زنا کے عام مجرموں ہی سے متعلق ہیں اور متعدد روایات سے بظاہر اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔ اس رائے کے مطابق ان اضافی سزائوں کو ہر طرح کے زانی پر قابل اطلاق مانا جائے تو یہ بات بظاہر قرآن کے مدعی سے تجاوز قرار پاتی ہے۔“ [حدود و تعزیرات: ۱۳۷-۱۳۸]

عمار خان کی دوسری برائیوں سے اگر صرف نظر کی جائے تو ان کے دجل و تلہیس اور الحادی سوچ کے لیے بطور ثبوت ان کی مذکورہ بالا عبارت ہی کافی ہے۔ ہم نے ان کی عبارت طوالت و ثقالت کے باوجود بادل نا خواستہ اس لیے نقل کیا کہ قارئین پر عمار خان کا دجل و تلہیس واضح ہو جائے کہ وہ کس طرح عیارانہ و فریبانہ انداز میں منکرین حدیث کی طرح اپنی منافقانہ سوچ پیش کر رہے ہیں۔ اس عبارت میں اس نے رجم کو حدود سے نکال کر اضافی سزائوں میں شامل کیا ہے۔ اور پھر عام زانیوں کے لیے بھی نہیں بلکہ عادی اور پیشہ ور قسم کے زانیوں کے لیے بطور اضافی سزا (نہ بطور حد) مقرر کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ رجم بطور حد قرآن و سنت اور اجماع امت تسلیم شدہ حکم شرعی ہے۔

(۲)..... سزائے ارتداد سے انکار:

ارتداد کی سزائے موت پر اجماع امت ہے اور رسول ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔ جبکہ عمار

خان صاحب نے دور حاضر میں ارتداد پر سزائے موت نافذ نہ کرنے کے ریاستی قوانین کو بالکل درست قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”دور جدید کی بیشتر مسلم ریاستوں میں ارتداد پر سزائے موت نافذ کرنے کا طریقہ اختیار نہیں کیا گیا جو ہماری رائے میں حکم کی علت کی رو سے بالکل درست ہے۔“ [حدود و تعزیرات، ارتداد کی سزا: ۲۲۸]

(۳)..... لعان دور نبوی کی عملی مجبوری تھی:

عمار خان قرآن مجید کے واضح حکم ”لعان“ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں آئیے ملاحظہ فرمائیں:

”قدیم دور میں بچے کی نسب کی تحقیق کا کوئی یقینی ذریعہ موجود نہیں تھا چنانچہ لعان کے سوا اس معاملے کا کوئی حل ممکن نہیں تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ بیوی پر الزام لگانے کی صورت میں لعان کا طریقہ اختیار کر کے بچے کے نسب کو عورت کے شوہر سے منقطع کرنا بجائے خود مقصود نہیں بلکہ عملی مجبوری کا نتیجہ تھا۔ اب اگر دور جدید میں طبی ذرائع کی مدد سے بچے کے نسب کی تحقیق یقینی طور پر ممکن ہے اور اپنے نسب کا تحفظ بجائے خود بچے کا ایک جائز حق بھی ہے تو بیوی کے کہنے پر یا بڑا ہونے کے بعد خود بچے کے مطالبے پر ان ذرائع سے مدد لینا اور اگر ان کی رو سے بچے کا نسب اپنے باپ سے ثابت قرار پائے تو اسے قانونی لحاظ سے اس کا جائز بیٹا تسلیم کرنا ہر لحاظ سے شریعت کے منشا کے مطابق ہوگا۔“ [حدود و تعزیرات: ۲۳۸-۲۳۹]

اس عبارت میں تو عمار خان نے دجل و فریب کی حد کر دی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس قسم کے گمراہانہ اور حدود شرعی سے آزادانہ باتوں پر ان کے والد گرامی (مولانا زاہد الراشدی صاحب) نے کس طرح صبر و تحمل سے کام لیکر چپ کا روزہ رکھا ہے۔ اپنے پسر کی ان گمراہیوں پر سکوت، مجرمانہ خاموشی نہیں تو اور کیا ہے؟ لعان کا حکم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن میں نازل شدہ ہے۔ اور شوہر و بیوی کے درمیان تفریق رسول ﷺ کا فیصلہ تھا۔ جس پر امت میں ہمیشہ عمل ہوا ہے۔ لیکن اب عمار خان اسے دور نبوی کی عملی مجبوری قرار دیتے ہیں۔ فیا للعجب!!

رسول ﷺ کے زمانے سے لیکر آج تک لعان کے عمل کے بعد شوہر و بیوی کے درمیان تفریق کے بعد بچے کا نسب اسی شوہر سے ثابت نہ ہونا تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: ثم جرت السنة في ميراثها أنها تروثه ويرث منها ما فرض الله لها. [بخاری باب اللعان] یعنی اس کے بعد یہ طریقہ جاری رہا کہ جس عورت کے ساتھ لعان ہوا وہ اپنے بچے سے میراث پائے گی اور یہ بچہ اس عورت سے میراث پائے گا۔ یعنی اسی شوہر سے اس بیوی کے بچے کا نسب منقطع ہوا۔

علامات و قرائن پر فیصلہ کرنا ہر زمانہ میں ممکن ہے۔ مگر ان فیصلوں کو قطعی اور یقینی حیثیت حاصل نہیں

ہوتی ہے۔ بلکہ ظن و تخمین کی حیثیت حاصل ہوتی ہے جو کسی قطعی اور قرآن و سنت سے ثابت شدہ حکم کے مقابلہ میں ناقابل تسلیم ہے۔ البتہ قرآن و علامات و تجربات بطور تائید برائے شرعی حکم پیش کئے جاسکتے ہیں۔

حضور ﷺ کے عہد زریں میں جس عورت پر لعان کا حکم جاری ہوا تھا اور زن و شوہر کے درمیان تفریق ہوئی تھی اور بچے کا نسب شوہر سے منقطع ہوا تھا، ثم قضیٰ بالولد للمرأة (بخاری) یعنی رسول ﷺ نے بچے کے بارے میں فیصلہ کیا کہ یہ عورت کا ہوگا، شوہر کی طرف اس کی نسبت نہیں جائیگی۔ اس کے بارے میں جب حضور ﷺ کو علامات و قرآن سے معلوم ہوا کہ اس عورت سے واقعی گناہ سرزد ہوا ہے تو فرمایا کہ: لولا مضیٰ من کتاب اللہ لکان لی و لها شان۔ [بخاری] یعنی اگر اللہ کی کتاب کا فیصلہ نہ ہوا ہوتا تو میری اور اس عورت کی اور شان ہوتی۔ اس لیے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے طے شدہ حکم کے مقابلہ میں قرآن و علامات کا علم یقینی نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر ہمارے صاحبزادہ عمار خان دورِ جدید کے طبی ذرائع کی مدد سے حاصل شدہ علم کو یقینی قرار دیتے ہوئے اس کے ذریعہ اس بچے کو اس مرد کا (جس کے ساتھ عورت کا لعان ہوا) جائز اولاد اور ثابت النسب قرار دیتے ہیں جو کہ قرآن و سنت کی صریح خلاف ورزی ہے اور طبی ذرائع کو قرآن و سنت پر فوقیت دینے کے مترادف ہے۔

صحابہ میں زمانہ جاہلیت کے تصورات تھے:

عمار خان صاحب لکھتے ہیں:

”اگرچہ عورت کے بارے میں جاہلی تصورات اور رسوم کی اصلاح کر دی گئی تاہم بعض تصورات جن میں عورت کی جان کی حرمت اور قدر و قیمت کے حوالے سے زیر بحث تصور بھی شامل ہے کی اصلاح کی کوششیں نتیجہ خیز اور مؤثر نہ ہو سکیں اور صحابہ و تابعین کو معروضی معاشرتی تناظر میں ایسے قوانین تجویز کرنا پڑے جن میں انہی سابقہ تصورات کی عملی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہو۔“ [حدود و تعزیرات: ۱۰۵]

یہ اور اس طرح کے دیگر انحرافات کے باوجود ”حدود و تعزیرات“ نامی کتاب پر مولانا زاہد الراشدی صاحب کی طرف سے دیباچہ لکھنا اور اپنے بیٹے عمار خان کی کاوش کی تحسین کرنا یقیناً مولانا صاحب کی ذات باصفات کو مجروح کر رہے ہیں۔ اور حضرت مولانا صاحب کی سابقہ خدمات پر پانی پھیرنے کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ محترم مولانا صاحب عمار خان کے بارے میں اپنے موقف پر نظر ثانی کرتے ہوئے رجوع فرمائیں گے اور عمار خان کو بھی یا بنی لا تشرک باللہ! جیسے الفاظ سے نصیحت فرمائیں گے۔

یہ اندھیرے تو سمٹ جائیں گے اک دن اے دوست!

یاد آئے گا تجھے مجھ سے گریزاں ہونا

(بشکریہ: ماہنامہ النصیحہ، چارسدہ)

فخر دیوبند حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

..... حیات و خدمات

گزشتہ ۵/ مئی ۲۰۰۹ء کو پاکستان میں برصغیر کے مشہور و متحر عالم ربانی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر (رحمۃ اللہ علیہ) کا سانحہ انتقال پیش آیا۔ ملکی سرحدوں اور ہندوستان و پاکستان کے درمیان بے اعتمادی کے تعلقات کی وجہ سے کتنے ایسے آفتاب و مانتاب ہیں جو سرحد کے اس پار چمک دک رہے ہیں لیکن ہم اہل ہند کو ان کی عظمت اور اہمیت کا صحیح اندازہ نہیں ہو پاتا۔ تاہم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر (رحمۃ اللہ علیہ) کا معاملہ پھر بھی مختلف ہے، آپ کی عظیم الشان جامع علمی شخصیت اور بلند پایہ علمی خدمات کا شہرہ ہندوستان کے دینی و علمی مراکز تک محیط ہے اور علوم اسلامیہ کا ہر طالب علم آپ کی محققانہ اور بال بصیرت تصنیفات کے حوالے سے آپ کو خوب جانتا ہے۔

آپ ”امام اہل سنت“ کے لقب سے جانے جاتے تھے اور آپ کی عظیم شخصیت کو بجا طور پر ”فخر دیوبند“ اور ”ترجمان اہل حق“ کے طور پر جانا جاتا تھا۔ قرآن و حدیث، فقہ و تصوف اور جملہ علوم اسلامیہ میں آپ کو تبحر حاصل تھا۔ عقائد اہل سنت کی تشریح اور اہل حق کے مضبوط دفاع میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کا شمار ان چند گنے چنے کثیر التصانیف علمائے دیوبند میں ہوتا ہے جس فہرست میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام آتا ہے۔ تقریباً ایک صدی پر محیط زندگی میں آپ نے متعدد میدانوں میں جو علمی، دینی، دفاعی اور اصلاحی خدمات انجام دی ہیں وہ بلاشبہ آپ کو زندہ جاوید بنانے کے لیے کافی ہیں۔

ولادت اور تعلیم:

آپ متحدہ ہندوستان کے مانسہرہ (صوبہ سرحد) کے ایک گاؤں ڈھکی چیڑاں داخلی کڑمگ میں ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی محمد سرفراز خان ابن نور احمد خان ابن گل احمد خان تھا۔ بچپن میں ہی والدہ فوت ہو گئیں۔ والد صاحب گواہی تھے، لیکن انھوں نے طلب علم کے لیے گھر سے دور بھیجا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مانسہرہ ہی میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اسی دوران ۱۹۳۱ء میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اپنے برادر خورد کے ساتھ یتیمی اور بے کسی کی حالت میں برسوں یہاں

وہاں بھٹکتے رہے۔ آخر کار کچھ خیر خواہوں کی رہنمائی سے سیالکوٹ و ملتان کا رخ کیا اور وہاں علمی گفتگو بھائی۔ وڈالہ سندھواں ضلع سیالکوٹ میں مولانا محمد اسحاق رحمانی (شاگرد: مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) سے ابتدائی عربی کتب پڑھیں۔ ۱۹۳۷ء میں جہانیاں منڈی ضلع ملتان میں حضرت مولانا غلام محمد لدھیانویؒ (شاگرد: امام العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) کے زیر سایہ علمی منازل طے کیں۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے آپ نے جامعہ انوار العلوم گوجرانوالہ میں داخلہ لیا جس کے مہتمم مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند اور صدر مدرس حضرت علامہ عبد القدیر خان کیمیل پوریؒ (تلمیذ: امام العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) تھے۔

آپ نے ۱۹۴۱ء میں اپنے چھوٹے بھائی مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا اور دورہ حدیث میں داخل ہوئے۔ دیوبند میں آپ نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری و ترمذی پڑھی، جب کہ امام المنطق والفلسفہ حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف اور شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا محمد اعجاز علی امرہوی رحمۃ اللہ علیہ سے ابوداؤد شریف کی تکمیل کی۔ اس سال دورہ حدیث میں ۳۳۳ طلبہ داخل تھے، جبکہ پورے دارالعلوم میں طلبہ کی تعداد ۱۹۹۵ اترتی۔ اسی سال حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مراد آباد میں ایک تقریر کی پاداش میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس موقع پر طلبہ دارالعلوم نے حکومت کے خلاف زبردست احتجاج کیا، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدرؒ اس تحریک میں طلبہ کے نمائندے تھے اور انھوں نے بڑے دانشمندانہ طریقے سے اکابرین دارالعلوم کے ساتھ مل کر اس ہنگامہ سے دارالعلوم کو بچایا، ورنہ یہ خدشہ پیدا ہو چکا تھا کہ برطانوی حکومت اس بہانے سے دارالعلوم کو بند کر دیتی۔

تدریس و دینی سرگرمیاں:

تکمیل تعلیم کے بعد آپ نے مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ (گوجرانوالہ، پنجاب) میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۳ء میں آپ گکھڑ تشریف لائے جو اس زمانے میں شرک و بدعت کا گڑھ تھا۔ یہاں آپ نے جامع مسجد میں خطابت اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور نہایت صبر آزمائیاں حالات میں کام کیا، لوگوں کو توحید و سنت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ گکھڑ میں ہی آپ نے گورنمنٹ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں ۱۹۴۳ء میں درس قرآن شروع کیا جس کا سلسلہ نصف صدی سے زیادہ مدت تک قائم و دائم رہا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ نے اپنے بھائی کے قائم کردہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں مدرس ہوئے، جہاں آپ نے شیخ الحدیث کے عہدہ تک ترقی کی اور ۲۰۰۱ء تک بخاری شریف پڑھاتے رہے۔ ۲۰۰۱ء میں مرض کی شدت

کی وجہ سے بخاری شریف پڑھانا چھوڑ دیا۔

زمانہ طالب علمی ہی سے خطابت کے سلسلے میں مشہور تھے۔ آپ کی گرمی گفتار اور تقریری صلاحیت کو دیکھ کر طالب علمی ہی کے زمانے میں دیوبند کے مشہور مجاہد آزادی شاعر علامہ انور صابری نے آپ کو صوبہ سرحد کا مولانا ابوالکلام آزاد کے لقب سے نوازا۔ چنانچہ آپ نے متحدہ ہندوستان اور پاکستان کی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تحریک آزادی میں جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے شریک ہوتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی اس میں بھرپور حصہ لیا۔ بالآخر گرفتار ہوئے اور پہلے گوجرانوالہ جیل اور پھر نیو سینٹرل جیل ملتان کو سنت یوسفی سے زندہ رکھا۔ نو ماہ جیل میں رہے۔ زنداں کی تنہائی و خلوت کی زندگی سے آپ کی تحریری زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ کی مختصر خود نوشت سوانح کے مطابق آپ نے اپنی کتاب ’ایک اسلام‘ کا مسودہ نیو سینٹرل جیل ملتان میں ہی تیار کیا۔ جیل میں بھی آپ کے علمی و دینی ذوق کی حد یہ تھی کہ تدریس و تصنیف کا سلسلہ مکمل حد تک جاری رکھتے۔

پاکستان میں اٹھنے والی دیگر تحریکات جیسے ”تحریک نفاذ شریعت“ اور ”تحریک نظام مصطفیٰ“ میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے جب ایف ایس ایف کے کمانڈر نے وارننگ دی کہ اگر انہوں نے ریڈ لائن عبور کی تو انہیں گولی مار دی جائے گی۔ آپ نے تمام لوگوں کو روک کر کہا کہ آپ لوگ گواہ رہو، میں نے ۶۳ سال کی سنت عمر گزار لی ہے، میں شہادت کی تمنا رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے اس ریڈ لائن کو پار کر کے اس چیلنج کو قبول کیا۔

طریقت میں آپ کے شیخ حضرت مولانا حسین علی (واں پچراں ضلع میانوالی) رحمۃ اللہ علیہ تھے جو نقشبندی مجددی شیخ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور امام ربانی قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے گل سرسبد، امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی صاحب ”شیخ القرآن“ (رئیس المفسرین) کے طور پر جانے جاتے تھے۔ آپ انھیں کے تلمیذ و مجاز، ان کی فکر و سوچ کے امین اور سلوک و احسان اور تفسیر و بیان میں ان کے علمی جانشین تھے۔

جامع علمی شخصیت:

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ ایک بے مثال علمی شخصیت کے مالک تھے۔ ایک طرف آپ نے مدارس میں نصف صدی سے زائد مدت تک مسند درس سجا رکھی تھی جہاں سے چالیس ہزار سے زائد طالبین علوم نبوت نے آپ سے استفادہ کیا، جو اس وقت پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اپنی اپنی جگہوں پر انتہائی اہم اور قائدانہ کردار ادا کر رہے ہیں۔ خصوصاً فن حدیث پر آپ کو بے انتہا عبور حاصل تھا،

چنانچہ برصغیر کے ممتاز ترین محدثین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ دوسری طرف آپ شیخ طریقت تھے جہاں لوگ آپ سے استرشاد کا تعلق قائم کیے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا حسین علی نقشبندی مجددیؒ سے جو دولت قرآن آپ کو ملی تھی اسے بھی آپ نے لکھڑ میں نصف صدی سے زائد مدت تک پابندی کے ساتھ عوام و خواص کو تقسیم کیا۔ درس و تدریس اور تفسیر قرآن و خطابت جمعہ کی بے انتہا مشغولیت کے باوجود آپ نے تحریری میدان میں بھی قلم کی جولانی دکھائی اور مختلف موضوعات پر (چھوٹی بڑی) تقریباً پچاس کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو اپنی علمی وقعت، تحقیقی بلندی اور اسلوب و زبان کی متانت کے لحاظ سے قابلِ صدر رشک ہیں۔ آپ بہترین خطیب بھی تھے، پوری عمر جامع مسجد لکھڑ کے محراب و منبر کو آپ نے اپنے علمی و اصلاحی خطبوں سے رونق بخشی۔ مگر بایں ہمہ تواضع کا یہ عالم تھا کہ تحقیقی تحریروں اور علمی رفعتوں کے سبب علمی حلقوں میں جب آپ کو بجاطور پر ”امام اہل سنت“ کے لقب سے پکارا جاتا تو آپ کا رد عمل یہ ہوتا: ”جی ہاں میں اہل السنۃ والجماعۃ کی جامع مسجد کا امام ہوں۔“ (لکھڑ والی مسجد کا نام ”جامع مسجد اہل السنۃ والجماعۃ“ ہے۔)

دفاعِ حق اور فرقِ باطلہ کا تعاقب:

دیوبندی میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ”صفدر“ کا لقب عطا فرمایا تھا، جو بعد میں حرف بحرف آپ پر صحیح ثابت ہوا۔ اہل حق کے دفاع اور فرقِ باطلہ کے تعاقب کا سلسلہ لکھڑ کے اہل بدعت سے شروع ہوا۔ آپ نے بعد میں فتنہ غیر مقلدیت، فتنہ انکار حدیث، فتنہ قادیانیت کا زبردست علمی دلائل سے رد کیا اور حق کی اشاعت و ترویج کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے جس فتنہ اور فتنہ پرور کا تعاقب کیا، اُس کو گھر تک پہنچا کر دم لیا۔ مگر بایں ہمہ آپ نے ہمیشہ متانت و سنجیدگی اور قوت استدلال سے بات کی، کڑ سے کڑ مخالف بھی آپ کی حذاقت و صداقت اور اعتدال کا قائل اور آپ کے زور استدلال کا معترف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف کو سند و حجت کا درجہ حاصل ہے اور ایسے تمام اختلافی مسائل جن پر ہندو پاک میں ایک عرصہ سے میدان کارزار اور جنگ و جدل کا اکھاڑہ برپا تھا، آپ نے نہایت مدلل و محقق انداز میں مبرہن فرما دیا۔ بلاشبہ امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ دین و مذہب اور مسلک کے معاملہ میں مضبوط و متصل ضرورت تھے، لیکن متعصب نہیں تھے۔ یہی وہ اعتدال تھا جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو عزیز جہاں بنادیا تھا، اپنے تو اپنے پرانے اور مخالف بھی آپ کی عظمت کے قائل تھے۔ بہت کم لوگوں کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہوگا کہ جس نے قریب قریب تمام فروعی مسائل اور فرقِ باطلہ کی تردید میں مدلل و محقق انداز میں لکھا ہو، اور ان کی کھل کر تردید کی ہو، مگر اس کے باوجود اُسے ہر فرقہ کے لوگ بلکہ عوام و خواص اور جاہل و عالم، عظمت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوں۔

کبھی کبھی کسی موضوع پر آپ سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری

اور حضرت مولانا مفتی محمود (رحمہم اللہ) کتاب لکھنے کا مطالبہ کرتے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی، حضرت شیخ عبدالفتاح ابوعدہ حلبی شامی، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق حقانی، حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی، حضرت علامہ خیر محمد جالندھری، حضرت علامہ شمس الحق افغانی، حضرت مفتی سید مہدی حسن، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن کیمل پوری وغیرہ اکابر حضرات نے آپ کی تحریروں کی تعریف کی ہے اور ان پر اپنی گراں قدر تصدیقات ثبت کی ہیں۔

تصنیفات کی فہرست:

ذیل میں حضرت مولانا محمد سرفراز صفر خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی ایک فہرست پیش کی جا رہی ہے:

- (۱) ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن (دروس قرآن [۲۱ جلدیں]) (۲) حکم ذکر بالجہر
- (۳) خزائن السنن: دو جلدوں میں جامع ترمذی کی شرح (۴) اخفاء الذکر
- (۵) إحسان الباری لفہم البخاری (۶) گلدستہ توحید
- (۷) ترمید النواظر فی تحقیق الحاضر والنظر (آنکھوں کی ٹھنڈک) (۸) راہ سنت
- (۹) تفریح الخواطر فی رد تنویر الخواطر (۱۰) دل کا سرور (مختارِ کل)
- (۱۱) تنقید متین بر تفسیر نعیم الدین (۱۲) مسئلہ نور و بشر
- (۱۳) تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور (۱۴) عبارات اکابر
- (۱۵) أحسن الکلام فی ترک القراءة خلف الإمام (۱۶) سماع موتی
- (۱۷) ازالة الريب عن عقيدة علم الغیب (۱۸) طائفہ منصورہ
- (۱۹) درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ (۲۰) آئینہ محمدی
- (۲۱) إظهار العیب فی کتاب إثبات علم الغیب (۲۲) چالیس دعائیں
- (۲۳) ملا علی قاری اور مسئلہ علم غیب (۲۴) ارشاد الشیخ
- (۲۵) اتمام البرہان فی رد توضیح البیان (چار حصے) (۲۶) المسکک المنصور
- (۲۷) مقام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) شوق حدیث
- (۲۹) الکلام المفید فی اثبات التقليد (۳۰) ینایع (تراویح)
- (۳۱) حلیۃ المسلمین (داڑھی) (۳۲) مقالہ ختم نبوت
- (۳۳) ضوء السراج فی تحقیق المعراج (چراغ کی روشنی) (۳۴) تبلیغ اسلام
- (۳۵) الکلام الحاوی فی تحقیق عبارة الطحاوی (۳۶) باب جنت

- (۳۷) عمدۃ الاثاٰث فی حکم الطلاقات الثلاث (۳۸) مسئلہ قربانی
 (۳۹) عیسائیت کا پس منظر (۴۰) شوق جہاد
 (۴۱) الشہاب المبین (مسئلہ حیات و سماع) (۴۲) راہ ہدایت
 (۴۳) صرف ایک اسلام (منکر حدیث غلام جیلانی برق کی کتاب ’دو اسلام‘ کے رد میں)
 (۴۴) توضیح المرام فی نزول المسیح علیہ السلام (۴۵) مرزائی کا جنازہ اور مسلمان
 (۴۶) انکار حدیث کے نتائج (۴۷) مودودی کا غلط فتویٰ
 (۴۸) بانی دارالعلوم دیوبند (۴۹) چہل مسئلہ حضرات بریلویہ
 (۵۰) خطبات امام اہل سنت (تین جلدیں) وغیرہ۔
- امام اہل سنت قدس سرہ کی جملہ کتابیں خصوصاً عقائد و ایمانیات سے متعلق تحریریں نہایت ہی ایمان افروز اور بصیرت افزا ہیں۔ ان کتابوں نے بلا مبالغہ ہزار ہا ہزار ڈانواں ڈول افراد کو شکوک و شبہات سے بچایا اور ان کے دین و ایمان کا تحفظ کیا۔
- وفات:

۹۵ سال کی طویل عمر گزارنے کے بعد آپ ۵ مئی ۲۰۰۹ء مطابق ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ پیر اور منگل کی درمیانی شب کو دو بجے اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ جنازے میں دولاکھ سے زیادہ سوگوار فرزند ان توحید نے شرکت کی اور اس عالم ربانی، محقق دوران اور شیخ وقت کو سپرد خاک کیا۔ اللہم اغفرہ وارحمہ وارفع درجاتہ فی جنات النعیم!

نوٹ: مضمون کی تیاری میں مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی آپ بیتی سے مدد لی گئی ہے۔

(بشکریہ: ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند۔ رمضان، شوال ۱۴۳۰ھ ستمبر/ اکتوبر ۲۰۰۹ء، شمارہ ۹، ۱۰، جلد ۹۳)

امین ملت حضرت مولانا محمد امین صفدر ادا کا زوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

دلائل شرعیہ بالاتفاق چار ہیں: کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع، قیاس۔ ان میں سے پہلی تین دلیلیں حجت ملزمہ ہیں اور چوتھی حجت مطمئنہ۔ منامات و مکاشفات دلیل کی کوئی قسم نہیں۔ ہاں یہ مبشر یا منذر ہو سکتے ہیں۔ ان کو ادلہ شرعیہ پر پیش کیا جائے گا، شریعت کے موافق ہوں گے تو مقبول ہوں گے، مخالف ہوں گے تو مؤل یا مردود ہوں گے۔ اب دلائل شرعیہ سے صرف نظر فرما کر صرف اس بات کو بنیاد بنالینا کہ یہ تازہ مکاشفہ ہوا ہے کہ فلاں فقہی مسئلہ جو فقہاء میں مسلم ہے اس کے خلاف عمل کرنا چاہئے، تو ایسے مکاشفات شرع شریف میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ہاں! جو مکاشفات شرعی احکام کے موافق ہوں ان کو ہم مبشر یا منذر کی حیثیت میں تسلیم کرتے ہیں۔ صرف مکاشفات کی بناء پر علم شریعت کو اہمیت نہ دینا کوئی دانش مندانہ سوچ نہیں ہے۔ [تحقیقی نظر]

مخصوص مجالس کے لیے تداعی (ترك التداعی فی المجالس الأنواعی)

سوال:

- کیا فرماتے ہیں علماء دین تداعی یعنی دعوت دے دے کر بلا کر یہ اجتماعات کرنے جائز ہیں یا نہیں یا تداعی کے لیے کوئی شرط جس سے بعض کو بعض سے فرق ہو سکے؟
- (۱)..... تداعی سے مجلس ذکر مسلسل مقرر کرنا۔ (۲)..... تداعی سے مجلس درود (۳)..... تداعی ہر سال اجتماعی اعتکاف۔ (۴)..... دعائے طویل علاوہ نماز کے۔ (۵)..... ختم قرآن۔ (۶)..... ختم درس بخاری۔ (۷)..... دعاء کے لئے ختم بخاری (۸)..... ابتدائے درس بخاری۔ (۹)..... تداعی سے جماعتیں: تہجد، اوابین، اشراق، چاشت، صلوٰۃ التسخیم، سنن مؤکدہ وغیرہ۔ (۱۰)..... جماعت تراویح، استسقاء، لیلة البراءة، کسوف میں اور ان مذکورہ میں فرق کا سبب۔ (۱۱)..... تداعی سے لیلة القدر، البراءة، شب عید الفطر، شب عید الاضحیٰ کی بیداری اور شب معراج، ۲۷/رجب کی اجتماعی عبادت درست ہیں یا مکروہ یا گناہ، عورتوں کا مسجد آنا۔ (۱۲)..... کیا ان کا اعلان عام تداعی نہیں ہے؟

☆.....☆.....☆.....☆

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم

”در مختار“ میں ہے:

”ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان) أى یکره ذلك على سبيل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد كما فى الدر..... وفى الاشباه عن البزازیة: یکره الاقتداء فى صلوٰۃ رغائب وبراءة وقدر الخ.“

علامہ شامی لکھتے ہیں:

”قوله على سبيل التداعی) هو ان يدعو بعضهم بعضا كما فى المغرب وفسره الوافى بالكثرة وهو لازم معناه.“ [شامی: ۴۸/۲، ۴۹]

نیز ”وإحياء ليلة العيدين والنصف من شعبان والعشر الأخير من رمضان والأول

من ذى الحجة“ پر بحث کرتے ہوئے علامہ شامی فرماتے ہیں:

”وفى الإمداد: ويحصل القيام بالصلوة نفلاً فرادى من غير عذر مخصوص وبقراءة القرآن والأحاديث وسماعها والتسبيح والثناء والصلوة والسلام على النبي ﷺ الحاصل ذلك فى معظم الليل الخ: أشار بقوله: ”فرادى“ إلى ما ذكر بعد فى متنه من قوله: ”ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذا لليالى فى المساجد.“ وتمامه فى شرحه، وصرح كراهة ذلك فى الحاوى القدسى، وقال: ماروى من الصلوة فى هذا الأوقات يصل فرادى غير التراويح، قال فى البحر: ومن هنا يعلم كراهة الاجتماع على صلوة الرغائب التى تفعل فى رجب فى أول جمعة منه، وأنها بدعة، وما يحتال أهل الروم من نذرها لتخرج عن النفل والكراهة فباطل اه. قلت: وصرح بذلك فى البزازية كما سيذكره الشارح آخر الباب الخ. [شامى: ٢٢٢/١]

پھر آخر باب میں بزازیہ کی عبارت اس طرح نقل کی ہے:

”ولا ينبغي أن يتكلف الالتزام ما لم يكن فى الصدر الأول كل هذا التكلف لاقامة أمر مكروه، وهو أداء النفل بالجماعة على سبيل التداعى، فلو ترك امثال هذه الصلوات تارك ليعلم الناس أنه ليس من الشعائر فحسن. اه. وظاهره أنه بالنذر لم يخرج عن كونه أداء النفل بالجماعة. [شامى: ٢٢٢/١]

شرح منية كبرى میں تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد اور بعد المغرب کے نوافل، استخارہ کی نماز اور صلوٰۃ التبیح، صلوٰۃ الحاجۃ نیز چاشت اور تہجد کی نماز کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے:

”فالصلوة خير موضوع ما لم يلزم منها ارتكاب كراهة. واعلم أن النفل بالجماعة على سبيل التداعى مكروه على ما تقدم ماعدا التراويح وصلوة الكسوف والاستسقاء، فعلم أن كلا من الصلوة الرغائب ليلة أول جمعة من رجب وصلوة البراءة ليلة النصف من شعبان وصلوة القدر ليلة السابع والعشرين من رمضان بالجماعة مكروهة. [كبیری: ٣١١]

فقہاء کرام کی ایسی عبارات سے ثابت اور واضح ہے کہ تراویح، صلوٰۃ الکسوف، صلوٰۃ الاستسقاء کے علاوہ تمام نوافل میں تداعی کے ساتھ جماعت مکروہ اور ممنوع ہے۔ یہاں تک کہ وتر کی جماعت بھی صرف رمضان میں ہے غیر رمضان میں وہ بھی مکروہ ہے، جبکہ تداعی کے ساتھ ہو، اس سے معلوم ہو گیا کہ تہجد، اوایمن، اشراق، چاشت، صلوٰۃ التبیح، سنن مؤکدہ وغیرہ مؤکدہ اور شبِ معراج ۲۷ رجب کی اجتماعی عبادات بوجہ تداعی کے مکروہ ہیں۔ مجلس ذکر اور مجلس درود شریف بھی اجتماعی طور پر تداعی کے ساتھ اگر ہوگی، تو

اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔ اس لیے کہ یہ مجلس مستحب اور نفل عبادت میں داخل ہے اور نفل عبادت کے لیے تداعی اور اعلان کا مکروہ ہونا اور پر ثابت ہو چکا ہے۔

اعتکاف اگر نفلی ہو تو پھر اس کا حکم واضح ہے کہ اس کے لیے تداعی مکروہ ہوگی، اعتکاف سنت مؤکدہ عشرہ اخیرہ رمضان المبارک میں اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ صرف شہر رمضان المبارک کی مخصوص عبادت ہے اور وہ بھی صرف عشرہ اخیرہ کی تو تراویح کی طرح اس کے لیے تداعی اور اعلان درست ہوگا اور مکروہ نہ ہوگا۔ اور دوسری سنت مؤکدہ یعنی نماز سے اس کو بھی امتیاز ہوگا، کہ وہ ہر روز ہیں، اس لیے ان میں جماعت میں حرج ہے، بخلاف اعتکاف سنت مؤکدہ کے، کہ اس میں حرج نہیں ہے۔ مگر جب یہ دیکھا جائے کہ شارع علیہ السلام نے اعتکاف کے لیے تداعی نہیں فرمائی اور اہتمام والتزام کے ساتھ خود اعتکاف کرنے کے باوجود دوسروں کو صرف ترغیب ہی فرمائی ہے، اجتماعی اعتکاف پر عمل نہیں فرمایا تو معلوم ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام کے نزدیک اس میں انفرادیت کی شان پسندیدہ ہے، اہتمام کے ساتھ اجتماعیت پسندیدہ نہیں ہے، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اعتکاف کے خیموں کا مسجد سے ہٹا دینے (جیسا کہ بخاری شریف: ۲۷۲۸ پر مروی ہے) کی توجیہات شارحین نے مختلف کی ہیں، مگر اس توجیہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس طرح کی اجتماعیت کی شان اعتکاف میں پسندیدہ نہیں ہے اور وہ تداعی سے خالی عام طور پر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس واقعہ میں تداعی نہیں۔ پھر حسب اعلان و تداعی اور اہتمام والتزام کی صورت ہو تو وہ کیسے پسندیدہ ہوگی؟ اس لئے تداعی کو مکروہ کہا جائے گا۔

یہی حکم دعاء طویل و قصیر کا ہے جو علاوہ نماز کے ہو اور اس کے لیے تداعی اور بلاوا ہو، ورنہ نماز کے تابع ہوگی اور جائز و مسنون ہوگی، یا وعظ کے تابع ہو کر جائز ہوگی۔

درس بخاری، ختم بخاری ہو، یا ابتداء، چونکہ از قبیل تبلیغ احکام اور مامور بہ کا فرد ہے، اس لیے اس کے لیے تداعی جائز ہے، البتہ ختم قرآن پر محض دعا کے لیے تداعی کو بغیر وعظ و تبلیغ کے مکروہ کہا جائے گا۔

نماز تراویح وغیرہ اور تہجد وغیرہ میں فرق کا سبب اصل میں تو شارع علیہ السلام سے ثبوت ہونا نہ ہونا ہے، تراویح وغیرہ میں ثبوت جماعت کا خلاف قیاس ہوا ہے، اس لیے ان میں جماعت جائز اور مسنون ہے اور تہجد وغیرہ میں نہیں ہوا ہے، اس لیے مکروہ ہے، کیونکہ نفلی عبادت میں اصل انفراداً ان کا اداء کرنا ہے، اجتماعی ادائیگی جس جگہ ثابت ہے اسی جگہ اس پر عمل کیا جائے گا، دوسری جگہ اس پر قیاس کر کے عمل نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ مقیس علیہ خود خلاف قیاس ہے۔ قیاس کا تقاضہ نفل عبادت میں تنہائی اور انفرادیت ہے، اس سے عدول کے لیے کسی نص کی ضرورت ہوگی۔ (بقیہ صفحہ 43 پر)

(..... رجم کی مشروعیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کا اثبات.....)

رجم کے بارے میں لاہوری مرزائیوں کا موقف اور اس کا رد

مرزائیوں کا ایک گروپ ”لاہوری مرزائی“ کہلاتا ہے، ان میں اصل اختلاف یہ ہے کہ مرزے کا دوسرا خلیفہ یعنی دوسرا جانشین کون ہے؟ قادیانی گروپ مرزا بشیر الدین محمود کو دوسرا جانشین مانتا ہے جبکہ لاہوری گروپ دوسرا جانشین محمد علی لاہوری کو مانتا ہے۔ مگر مرزے کو مسیح موعود کہہ کر اسے نبی دونوں ہی مانتے ہیں اور بہت سے عقائد میں دونوں گروپ شریک ہیں۔ رجم کو زنا کی حد جیسے قادیانی گروپ نہیں مانتا لاہوری گروپ بھی اس پر شکالات ہی کرتا ہے۔ دیکھئے محمد علی لاہوری کی کتاب ”دین اسلام“ ص ۸۰۸ تا ۸۱۳ نیز محمد علی لاہوری کی تفسیر بیان القرآن ج ۲ ص ۹۵۵ تا ۹۵۷ حاشیہ نمبر ۲۳۰۳ تحت قولہ تعالیٰ: **الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي** الآیۃ (النور: ۲) ذیل میں اس کی کچھ باتیں نقل کر کے جواب دیا جاتا ہے۔

قَالَ: کیا رجم اسلام میں سزائے زنا ہے:

”یہاں ایک نہایت ضروری سوال جو پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا رجم یعنی سنگسار کرنا بھی زنا کی سزا ہے یا نہیں..... تعامل اور احادیث دونوں میں بیاہے ہوؤں کے لئے سزا رجم ہے اور بن بیاہوں کے لیے سوجلد..... اب سوال یہ ہے کہ قرآن شریف کے صریح الفاظ کے بالمقابل کوئی سند ہے جس کی بنا پر سنگساری کی سزا دی جاسکتی ہے۔“ [بیان القرآن مرزائی: ۲/۹۵۵ حاشیہ ۲۳۰۳]

أقول: [۱]..... اس کو اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی سوال ہی سوچتے ہیں لیکن جب قادیانی کہتا ہے کہ: ’محمد رسول اللہ میرے بارے میں ہے۔‘ [ایک غلطی کا ازالہ، ص ۳ درروحانی خزائن: ۱۸/۲۰۷] وہاں اس کو کوئی سوال نہیں سوچتا۔ جب قادیانی کہتا ہے ’سب انبیاء کے نام اسے دے دیئے گئے۔‘ [براہین احمدیہ حصہ پنجم درروحانی خزائن: ۲۱/۱۱۲، ۱۱۱] اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں اٹھاتا۔

[۲]..... یہ کون ہوتا ہے احادیث کے خلاف اور ساری امت کے تعامل کے خلاف سوال اٹھانے والا؟ مومن کا کام ان میں تطبیق دینا ہے۔ ایسے سوالات کرنا کسی ملحد کا کام تو ہو سکتا ہے کسی مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔

قال: رجم کے متعلق حضرت عمرؓ کا قول:

اول وہ روایات ہیں جن میں حضرت عمرؓ کا قول منقول ہے کہ قرآن شریف میں کوئی آیت رجم سے متعلق تھی ایک روایت جو صحیحین میں ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”فکان فیما انزل علیہ آیہ الرجم..... یہ ایسی کچی بات ہے کہ ایک لمحہ کیلئے بھی قبول نہیں کی جاسکتی اور نہ حضرت عمرؓ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے قرآن شریف میں ایک آیت اترتی ہے اسے لوگ پڑھتے ہیں یاد بھی رکھتے ہیں پھر حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں اسے قرآن میں نہیں لکھ سکتا کیونکہ لوگ کہیں گے عمرؓ نے کتاب اللہ میں بڑھادیا بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس خوف سے اسے نہیں لکھا کہ لوگ ایسا کہیں گے مگر حضرت عمرؓ جیسا جری القلب انسان لوگوں سے ڈر کر کس طرح ایک حق بات کو ترک کر سکتا تھا اور پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ سوائے حضرت عمرؓ کے اور کسی کو اس آیت کا علم بھی نہیں ہوتا۔ [ایضاً ص ۹۵۵، ۹۵۶]

اقول: [۱]..... صحیحین کی مشہور روایت کو امت مسلمہ نے ہر دور میں قبول کیا۔ روایت میں ’سقم‘ صرف یہ ہے کہ یہ تمہارے مزاج کے مطابق نہیں، قادیانی کے مزاج کے مطابق ہوتی تو فوراً قبول کرتا۔ چنانچہ محمد علی لاہوری کا سرڈاکٹر بشارت لکھتا ہے کہ: مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا کہ اللہ نے اسے ایک عظیم الشان لڑکے کی بشارت دی ہے۔ [مجدد اعظم حصہ اول ص ۱۳۵، ۱۳۶] اس عظیم الشان لڑکے کو مرزائی مصلح موعود کہتے ہیں۔ بہر حال اس سال بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی ہر طرف مرزا ذلیل ہوا تو کہنے لگا میں نے کب کہا تھا کہ وہ لڑکا اسی حمل سے ہوگا۔ (ایضاً ص ۱۳۶) اگلے سال ۷ اگست ۱۸۸۷ء مرزے کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بشیر احمد رکھا اور اشتہار دے دیا کہ وہ لڑکا جس کی بشارت تھی وہ پیدا ہو گیا ہے۔ مگر ۱۸ نومبر ۱۹۸۸ء کو وہ لڑکا فوت ہو گیا جس سے مرزے کو اور زیادہ ذلت و رسوائی دیکھنی پڑی۔ [ایضاً ص ۱۳۷] مگر چونکہ مرزے کی بات تھی اس لیے کتنی ہی غلط ہومرزائیوں کی عقل میں آ جاتی ہے۔ چنانچہ ان سب حقائق کے باوجود مرزائی یہی کہتے ہیں کہ مرزے کی بات جھوٹ نہیں ہو سکتی، وہ لڑکا موجودہ نسلوں میں نہ سہی پھر کبھی پیدا ہوگا، چنانچہ محمد علی لاہوری کا سرڈاکٹر بشارت لکھتا ہے مصلح موعود کا زمانہ تین صدی سے قبل نہیں ہو سکتا۔ [مجدد اعظم حصہ اول ص ۱۵۹]

[۲]..... حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کسی صحابی سے اس کا انکار منقول نہیں یا کسی غیر صحابی نے اشکال کیا ہوگا یا آیت کے منسوخ فی التلاوة ہونے کی وجہ سے حضرت عمرؓ کو اس کا خدشہ ہوا کہ مستقبل میں لوگ اس حکم ہی کا انکار نہ کر دیں، اس لیے اس کی اہمیت بتانے کیلئے حضرت عمرؓ نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

[۳]..... حضرت عمرؓ کا نہ لکھوانا بندوں کے ڈر سے ہرگز نہ تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آنحضرت ﷺ

نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں منافقین کو اس وجہ سے نہیں مروا تا کہ لوگ کہیں گے کہ محمدؐ ساتھیوں کو مروا دیتا ہے۔ [بخاری: ۲۸/۲ تحت سورة المنافقون] یہ مطلب نہیں کہ آپ کو لوگوں کا ڈر تھا، ہرگز نہیں! بلکہ اس وجہ سے کہ لوگ اس کو دین کے بدنام کرنے کا ایک بہانہ بنا لیتے اور دوسروں کو اسلام سے روکتے۔ اس طرح حضرت عمرؓ کا ارادہ تھا حاشیہ میں لکھوانے کا، مگر ایسا اس لئے نہ کیا کہ بعد والے کہیں اس کو باقی آیات کے ساتھ نہ لکھ لیں۔

قال: سنت قرآن کو منسوخ کر دے یہ بات ناقابل تسلیم ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک حکم نازل کرتا ہے رسول اللہ ﷺ اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔ [ایضاً: ۹۵۶]

اقول: [۱]..... آنحضرت ﷺ تو قرآن کے خلاف حکم نہ دیتے تھے۔ سورة النور آیت ۲ میں ذکر کردہ سزا ہے ہی زانی غیر محسن کے بارے میں۔ مگر چونکہ اس کی وضاحت آنحضرت ﷺ نے فرمائی، اس لئے تجھے قبول نہیں۔ دوسری طرف قرآن کریم نے سر پر مسح کا حکم دیا، تیرا قادیانی کہتا ہے کہ میرے نزدیک پگڑی پر مسح جائز ہے۔ [فقہ احمدیہ: ۵۷/۲ بحوالہ فتاویٰ مسیح موعود: ۶۶] یہ بات تجھے قرآن کے خلاف نظر نہ آئے گی۔

[۲]..... قرآن نے وضو میں پاؤں کو دھونے کا حکم دیا، مگر چونکہ مرزے نے سوتی جرابوں پر مسح کیا اور کہا کہ جائز ہے۔ [مجدد اعظم: ۱۱۶/۱، ۱۱۷] اس لئے تو اس کو مانتا ہے اور قرآن کی مخالفت نہیں سمجھتا بلکہ بوٹ پر بھی مسح کو جائز مانتے ہو۔ [دین اسلام: ۴۲۸، فقہ احمدیہ: ۵۴/۲] محمد علی لاہوری خود لکھتا: ہاں حالت وضو میں موزے یعنی جراب پہن لی جائے تو پانچ نمازوں تک اس پر مسح جائز ہے اور وہ اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ اس کی تفصیل ہے جس طرح زخم وغیرہ میں کسی عضو پر مسح کر لینا اس کے خلاف نہیں۔ [بیان القرآن: ۴۱۰/۱ حاشیہ ۹۳] ہم کہتے ہیں: اسی طرح زانی محسن کو رجم قرآن کی تفصیل ہے، سورة النور کی آیت کے خلاف نہیں۔ مگر قادیانیت تجھ سے چھوٹے تو تجھے یہ حقائق سمجھ آئیں۔

قال: یہ سچ ہے کہ احادیث میں رجم کی سزا کا ذکر ہے، مگر یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ ایک خاص رجم کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد کا ہے۔ اور جب تک یہ ثابت نہ ہو اس وقت تک یہ دعویٰ ثابت نہیں کہ سنت نے قرآن کو منسوخ کر دیا۔ اتنا عظیم الشان دعویٰ کہ نبی کریم ﷺ کا عمل قرآن کو منسوخ کر دے، حالانکہ قرآن میں صاف لکھا ہوا ہے: ان اتبع الا ما یوحی الی ایسی فرضی باتوں سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ ہمیں علم نہیں کہ رجم کا حکم نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد دیا۔ اس لئے ہم یونہی تسلیم کریں گے کہ جب قرآن شریف میں زنا کے لیے جلد کا حکم دیا تو پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے خلاف عمل نہیں کیا۔ ہاں اس کے نزول سے پہلے شریعت سابقہ کے مطابق اگر رجم کیا ہو تو یہ امر دیگر ہے۔ الگ الگ احادیث پر بحث کی

یہاں گنجائش نہیں۔ [ایضاً: ۹۵۶]

اقول:

[۱]..... پہلے یہ بتا کہ قادیانی نے جرابوں پر جوح کیا، پگڑی پر جوح کو جائز مانا وہ نزول قرآن سے پہلے ہے یا بعد میں۔ تمہارا قادیانی نزول قرآن کے بعد جو چاہے کرے وہ تمہیں قرآن کے خلاف نظر نہیں آتا اور ہمارے نبی ﷺ جن پر قرآن اتر اور ہمارے خلفاء راشدین جن کی اتباع کا ہمارے آقا ﷺ حکم دے گئے [مکتوٰۃ: ۳۰۱] ان کے اعمال تجھے قرآن کے خلاف نظر آتے ہیں!!

[۲]..... یہ بتا خلافت راشدہ کے دور میں جو عمل ہوا وہ سورۃ النور کی آیت کے نزول سے پہلے ہوا یا بعد میں؟ کیا کسی صحابیؓ کو پتہ نہ چلا کہ یہ قرآن کے خلاف ہو رہا ہے؟ اتنی ظالمانہ سزا، اور سب خاموش سوائے مرزائیوں کے کسی نے خبر نہ لی۔

[۳]..... آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں رجم کی سزا سورۃ النور کے نزول کے بعد دی گئی ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صحیح بخاری کے حاشیہ میں عمدۃ القاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں: وقد قام الدلیل علی أن الرجم وقع بعد سورة النور؛ لأن نزولها كان فی قصة الإفک، واختلف هل كان فی سنة أربع أو خمس أو ست، والرجم كان بعد ذلك، وقد حضره أبو هريرة، وإنما أسلم سنة سبع. ۱۲ع [حاشیہ بخاری: ۱۰۰۶ حاشیہ نمبر ۹]

[۴]..... چونکہ سب احادیث پر کلام کر کے تو پھنستا ہے اس لیے یوں کہہ کر جان چھڑاتا ہے کہ الگ الگ احادیث پر بحث کی یہاں گنجائش نہیں۔ خود بخاری شریف میں خاصی احادیث ہیں۔ خود محمد علی لاہوری کے ترجمہ بخاری فضل الباری میں کئی ایسی احادیث ہیں۔ دیکھئے فضل الباری: ۸۷۱/۲، باب رجم المحصن، فضل الباری: ۱۲۷۳/۲، باب رجم الجلی إذا احصنت فضل الباری: ۱۲۷۹ تا ۱۲۷۷/۲۔ امام بخاریؒ نے سورۃ النور کی آیت ۲ ذکر کر کے اس پر باب باندھا ہے: باب البکران یجلدان وینفیان۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ یہ آیت ہے ہی غیر محصن کے بارے میں۔ ان سب کا جواب لاہوری یہی دے رہا ہے کہ یہ سورۃ النور کے نزول سے پہلے کی باتیں ہیں۔ مگر اس بارے میں اس کے پاس دلیل کوئی نہیں۔ اور اصل بات یہی ہے کہ اس کا قبلہ قادیانی ہے، اس نے بس قادیانی کی طرفداری کرنی ہے۔ دیکھئے یہاں امام بخاریؒ کا یا حضرت ابن عباسؓ کا نام تک نہیں لیتا جنہوں نے حضرت عمرؓ سے رجم کی آیت کی روایت کی ہے، لیکن ”تونی“ کے معنی کی باری آتی ہے تو چلا چلا کر کہتے ہیں کہ: ”امام المفسرین حضرت ابن عباس سے متوفیک کے معنی خود بخاری میں ممیتک مروی ہیں۔“ [بیان: ۲۲۵/۱ حاشیہ ۳۳۴]

قال: اجماع سے قرآن منسوخ نہیں ہو سکتا، رجم پر اجماع امت نہیں:

اجماع اصل میں کوئی چیز نہیں..... رجم پر اجماع کیونکر کہا جاسکتا ہے جبکہ حضرت عمر کے زمانے میں بھی بعض لوگ ایسا کہتے تھے..... إن أناسا يقولون ما الرجم في كتاب الله وإنما فيه الجلد. یہ روایت احمد کے الفاظ ہیں۔ مروان کے سامنے بھی ایسا ہی ذکر ہوا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز کے سامنے بھی یہی قصہ پیش آیا۔ پھر خوارج سارے کے سارے رجم کے منکر ہیں تو اسے اجماع کہنا صحیح نہیں۔ [ایضاً: ۹۵۶]

اقول: تجھ سمیت سب مرزائی بھی تو رجم کے منکر ہیں، منکرین حدیث اور اصلاحی بھی۔ مگر یاد رکھیں خارجیوں کا اور تم جیسوں کا الگ ہونا اجماع میں خلل نہیں ڈالتا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سب اس مسئلہ پر متفق ہیں ان کے پیروکار اہل سنت سب متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے ساتھ رکھے آمین۔ تم جیسوں کا الگ ہونا ہم پر بوجھ نہیں۔

قال: اصل پر کھہی ہے کہ ایک بات کتاب اللہ میں ہے یا نہیں، اگر کتاب اللہ میں صراحت سے ہے تو کوئی حدیث اس کے خلاف قبول نہیں کی جاسکتی۔ اگر کتاب اللہ میں اجمال ہے یا مسئلہ نہیں تو حدیث سے لیں گے اس کے بعد قیاس ہے اور بس۔ سو یہ بات کہ رجم زنا کی سزا ہے، پہلے مرحلہ پر ہی غلط ٹھہرتی ہے، اس لیے یہاں نہ حدیث کی ضرورت ہے نہ قیاس کی۔ اور خلاف تصریح قرآن کریم جو حدیث یا قیاس ہو وہ قبول نہیں کیا جاسکتا اور اجماع محض ایک وقتی حادثہ ہوتا ہے۔ [بیان.. مرزائی: ۲/۹۵۵، ۹۵۶ حاشیہ ۲۳۰۳]

اقول: [۱]..... محمد رسول اللہ سے قادیانی کی ذات کا مراد ہونا کس مرحلہ میں درست تھا جو قادیانی نے یہ بات کہی؟ سب انبیاء کے نام قادیانی کو مل گئے اس کی صراحت تمہیں کہیں کتاب اللہ میں ملی؟

[۲]..... اگر رجم کا زنا کی سزا ہونا پہلے مرحلہ پر غلط ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابہ کرامؓ کے زمانہ حکومت میں نہ صرف یہ کہ عوام پر دین کے نام سے ظلم عظیم ہوتا رہا بلکہ اس ظلم کے خلاف معمولی سا احتجاج بھی نہ ہوا۔

[۳]..... جرابوں پر اور پگڑی پر مسح بھی پہلے ہی مرحلہ پر غلط ٹھہرتا ہے یا نہیں؟ اگر حدیث نبوی سے اس کو ماننا آیت کریمہ کے خلاف نہیں تو رجم کو ماننا آیت کریمہ کے خلاف کیوں ہوگا۔ جبکہ سوتی جراب اور پگڑی پر مسح کے بارے میں امت کا اتفاق بھی نہیں۔

[۴]..... تمہارے ہاں اجماع کی کوئی حیثیت نہیں، قادیانی کی اور تیری اپنی تو ہے۔ اب بتا کہ تو کوئی آسمان کا تارا ہے یا خلائی مخلوق ہے؟ تیری کیا حیثیت ہے کہ ساری امت کے خلاف تیری مانی جائے؟ ساری امت کو غلط کہنے سے بہتر یہ نہیں کہ تجھ اکیلے کو غلط مان لیں۔ تیرے ہاں اجماع کی کوئی حیثیت نہیں اور

ہمارے ہاں اجماع سے کٹنے والے کی کوئی حیثیت نہیں۔ تو اپنا عقیدہ ہم پر مسلط نہ کر۔ الحمد للہ ہمیں اپنے عقیدے کی غیرت موجود ہے۔

قَالَ: اگر رجم بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سزائے زنا ہوتی تو نصف ما علی المحصنات کا لفظ استعمال نہ کیا جاتا۔ پس قرآن کریم کی یہ دوسری آیت بھی صاف بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رجم زنا کی سزا نہیں۔ [بیان القرآن مرزائی: ۲/۹۵۷، حاشیہ ۲۳۰۳]

اقُولُ: [۱]..... جب امت مسلمہ نے زانی محسن کے لیے رجم کو مانا، اس وقت بھی قرآن کریم میں یہ خط کشیدہ الفاظ موجود تھے۔ یہ نہیں کہ ان کو ان کا پتہ نہ تھا۔ مگر اس کے باوجود امت مسلمہ نے زانی محسن کی سزا رجم پر اجماع کیا، اس لئے ایسے شبہات سے ہمیں وسوسہ ڈالنے کی کوشش نہ کر۔ ہمیں امت کے ساتھ رہنا ہے۔ [۲]..... آپ نے عسیف کی حدیث میں صاف فرمایا میں کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ [بخاری: ۲/۱۰۰۸، مسلم: ۲/۶۹۹] اور تو کہتا ہے کہ رجم کا فیصلہ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ مسلمان تو وہی مانے گا جو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا۔

[۳]..... خوارج کا اختلاف معتبر نہیں کیونکہ سب صحابہ اس مسئلہ میں متفق ہیں۔ کسی ایک سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں۔ اور خوارج تو ہیں ہی خوارج۔ امت کے مقابل ان کا نام لیتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ [۴]..... تو قرآن کا تو صرف نام لیتا ہے۔ اصل قبلہ تیرا قادیانی ہے جیسے چوروں کو قطعید کی سزا بری لگتی ہے زانیوں کو رجم کی سزا سے تکلیف ہے، تیرا قادیانی جو دوسرے نکاح کے بعد مسیح موعود بنا اور مسیح موعود ہو کر کبھی کبھی زنا کر لیتا تھا وہ رجم کا حقدار تھا تجھے تکلیف تو اصل یہ ہے۔

[۵]..... قرآن میں واضح طور پر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دیا گیا۔ مگر تو کہتا ہے ان کو سولی چڑھایا گیا۔ [بیان القرآن مرزائی: ۲/۳۹۳، حاشیہ ۷۶۲]

قرآن میں ہے کہ کئی مرتبہ اللہ نے مردوں کو زندہ کیا، مگر تو کہتا ہے نہیں کیا۔ [ایضاً: ۵۱]
قرآن کہتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں رو رو کر سفید ہو گئی تھیں، حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لگی تو بینائی واپس ہو گئی۔ تو اس کا منکر ہے۔ [ایضاً: ۶۹۵، ۶۹۸]

معجزات مسیح کا تو منکر ہے۔ [ایضاً ص ۲۱۵ تا ۲۲۱]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ ہونے کا بھی تو منکر ہے۔ [ایضاً: ۲۱۳]

تو ایک اور کفر کر لے تو تجھ سے کیا بعید؟ (جاری۔۔۔)

☆.....☆.....☆.....☆

زیر علی زئی کا تعاقب

زیر علی زئی:

رب نواز دیوبندی نے سرفرازی کتابوں مقام ابی حنیفہ اور طائفہ منصورہ وغیرہما کے بارے میں لکھا:

”جواب بھی سامنے نہیں آیا:“ (مجلہ صفدر گجرات: ۱۴ ص ۴۱)

عرض ہے کہ میری کتاب توضیح الاحکام عرف فتاویٰ علمیہ کی دوسری جلد کے درج ذیل مضامین دیکھ لیں:

۱: سرفراز صفدر کا علمی و تحقیقی مقام! (ص ۳۷۵-۳۸۹)

۲: امام یحییٰ بن معین اور توثیق ابی حنیفہ؟ (ص ۳۸۹-۴۰۱)

۳: نیز دیکھئے کلید التحقیق: فضائل ابی حنیفہ کی بعض کتابوں پر تحقیقی نظر

(تحقیقی مقالات: ۴/۳۱۹، ۳۲۷)

اہل حدیث شجر اللہ قلم و قراطس کے ساتھ میدان میں ہیں اور ان شاء اللہ بڑی دیر تک آل دیوبند کے بدعت کبریٰ والے عقائد ضالہ اور اکاذیب سے پردہ اٹھتا رہے گا۔

[۲۰ اپریل ۲۰۱۲ء]

و ماعلینا إلا البلاغ

الجواب:

۲۴۲

بندہ نے دیوبندیوں کی طرف سے شائع شدہ ۱۰ رسائل و کتب کے نام لکھ کر کہا تھا کہ ان کا جواب غیر مقلدین نہیں لکھ سکے۔ دیکھئے حاشیہ: ۸۔

علی زئی صاحب نے ”مقام ابی حنیفہ“ اور ”طائفہ منصورہ“ کے علاوہ باقی سب کتابوں کو الفاظ ”وغیرہما“ کے پردہ میں چھپا لیا۔ علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ ان کتابوں کے جواب کی نشاندہی کرتے مگر انہوں نے تو اپنا فائدہ خاموشی میں دیکھا۔ اگر ان کتابوں کا جواب کسی غیر مقلد نے لکھا ہے تو ہمیں مطلع کیا جائے۔

۲۴۳

آپ کے ان مضامین میں نہ تو طائفہ منصورہ کتاب کا جواب ہے اور نہ ”وغیرہما“ کے پردہ میں

چھپائی گئی کئی دیگر کتب کا۔ صرف ”مقام ابی حنیفہ“ کے چند حوالوں پر کچھ برہمی کا اظہار ہے، بندہ نے اس وقت لکھ دیا تھا:

”اور بعض (کتب) کی صرف چند باتوں پر طبع آزمائی کی گئی، مگر مکمل جواب کی ہمت کسی غیر مقلد کو نہیں ہو سکی“ دیکھیے، حاشیہ: ۸۔

بعض باتوں پر طبع آزمائی کی بات علی زئی صاحب کے اس مضمون کی وجہ سے لکھی تھی جس کے پڑھنے کی وہ عرصہ دراز بعد دعوت دے رہے ہیں۔

۲۴۴

اس مضمون کا جواب حضرت مولانا عبدالقدوس قارن صاحب دام ظلہ نے ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ [اگست ۲۰۱۱ء] میں ”آفتاب تحقیق کی تحقیقی کړنوؤں کا انکار (ایک غیر مقلدانہ جسارت)“ عنوان سے دیا ہے جو اکیس (۲۱) صفحات پر مشتمل ہے۔ اب اکتوبر ۲۰۱۵ء تک اس کا جواب الجواب کسی غیر مقلد کا لکھا ہوا میرے علم میں نہیں آ سکا۔

علی زئی صاحب بزعم خود اس مضمون میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفر صاحب رحمہ اللہ کے مقام کو گرانے کی کوشش میں لگے رہے، لیکن ان کا بلند مقام اس قدر مسلم ہے کہ خود غیر مقلدین نے بھی انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ حوالہ جات حاضر ہیں:

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفر رحمہ اللہ کا مقام و مرتبہ:
.....! ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عصر حاضر میں جو حضرات تحریر اخذ مت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اُن میں ایک دیوبندی مکتب فکر کے نامور عالم دین حضرت مولانا سرفراز صاحب صفر [شیخ الحدیث نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ] ہیں جو ماشاء اللہ دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں اور اُن کے حلقہ میں انہیں خوب پذیرائی حاصل ہے۔“ [مولانا سرفراز صفر اپنی تصانیف کے آئینے میں: ۱۴]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب بلاشبہ متحر عالم اور عرصہ دراز سے تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں۔“ [مولانا سرفراز صفر: ۱۷]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا صاحب تو ماشاء اللہ معتبر عالم ہیں، ۴۰ سال سے پڑھا پڑھا کر بوڑھے ہو گئے ہیں۔“

[مولانا سرفراز صفدر: ۲۹]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”مولانا صفدر صاحب بلاشبہ صاحب علم ہیں اور ہم ان کے علم و فضل کے معترف ہیں۔“

[مولانا سرفراز صفدر: ۹۶]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر بلاشبہ بالغ نظر مدرس اور علوم و فنون کا وسیع مطالعہ رکھتے

ہیں، مگر انسان ہیں، بشری کمزوریاں سبھی انسانوں میں ہوتی ہیں۔“ [مولانا سرفراز صفدر: ۲۲]

اثری صاحب نے اپنی کتاب ”توضیح الکلام“ حضرت مولانا رحمہ اللہ کے پاس بھجوائی تو اس کے پہلے صفحہ پر لکھا:

”أقدم إلى الجليل فضيلة الشيخ مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر۔ ارشاد الحق اثری“

یعنی یہ کتاب بہت بڑے عالم، بہت بڑے شیخ مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی خدمت میں پیش کر رہا

ہوں۔ [ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، اگست ۲۰۱۱ء: ۳۵]

اثری صاحب لکھتے ہیں:

”مکرمی و محترمی جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب زادکم اللہ عز و اشرفا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعصابی تناؤ، درد اور اسہال کے عارضہ میں گھر میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے بیٹے حافظ عبدالرحمن سلمہ اللہ

نے فون پر اطلاع دی کہ مولانا شیخ الحدیث (محمد سرفراز خان صفدر، ناقل) صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور

عصر کے بعد نماز جنازہ ہے۔ اس خبر نے طبیعت کو مزید بوجھل بنا دیا اور مسلسل ”إنا لله وإنا إليه راجعون“

پڑھتا رہا۔ حضرت کے انتقال کا صدمہ آپ کا اہل خانہ کا اور احباب و متوسلین نصرۃ العلوم کا ہی نہیں بلکہ تمام

اہل توحید کا صدمہ ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضرت مرحوم کی دینی و علمی خدمات کو قبول فرمائے اور بشری

کمزوریوں کو اپنے عفو و کرم کی بناء معاف فرمائے۔ آپ اور آپ کے علاوہ ہزاروں اُن کے تلامذہ یقیناً ان

کے لیے صدقہ جاریہ ہیں اور اجر و ثواب میں اور رفع درجات میں اضافے کا باعث ہیں۔ دل چاہتا تھا کہ

حضرت مرحوم کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کروں، مگر صحت کی خرابی کے سبب اس سے محروم

رہا۔ بس یہی دعا ہے کہ: اللھم اغفر له وارحمه وارفع درجته فی المہدیین والحقہ بالنبیین

والصدیقین والشہداء والصالحین یارب العالمین۔

..... ارشاد الحق اثری..... ادارہ معلوم اثریہ، فیصل آباد“ [الشریعہ گوجرانوالہ: اشاعت خاص]

۲..... عمر فاروق قدوسی صاحب غیر مقلد مذکورہ بالا تعزیتی خط نقل کر کے لکھتے ہیں:

”مولانا اثری کی کیفیت یہ تھی کہ مولانا سرفراز کی وفات کی اطلاع کے بعد وہ مسلسل انا للہ پڑھتے رہے اور ان کے لیے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت کی دعا فرمائی۔“

[اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں: ۱۷۷]

۳..... جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے پرنسپل محمد یاسین ظفر صاحب لکھتے ہیں:

”نہایت حزن و ملال سے یہ خبر سنی گئی کہ آپ کے والد گرامی ممتاز عالم دین مولانا سرفراز خان صفدر رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ وارجعون، اُن کی دینی، دعوتی، تعلیمی، تدریسی اور علمی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔“ [الشریعہ: اشاعت خاص: ۸۱۰]

۴..... ڈاکٹر زاہد اشرف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”عظیم الشان علمی شخصیت کا اس دنیا سے اٹھ جانا یقیناً موت العالم موت العالم کے مصداق بھی حلقوں اور طبقات کے لیے بڑے المیہ سے کم نہیں، انہوں نے اپنی پوری زندگی تدریس و تعلیم اور نشر و فروغ اسلام میں کھپادی۔ انہوں نے نورانی کرنوں کو ہر سو بکھیرا اور بہت سے چراغ روشن کیے۔ اللہ تعالیٰ ان عظیم خدمات کو شرف قبولیت سے نوازیں، ان کے درجات بلند فرمائیں۔“ [الشریعہ اشاعت خاص: ۸۰۸]

علی زئی صاحب نے اپنے اس مضمون میں لکھا ہے کہ مجہول کی روایت ”من گھڑت“ ہوتی ہے اور مجہول کی روایت درج کرنے والا کذب بیانی کو فروغ دینے والا ہے۔ مگر افسوس کہ علی زئی صاحب خود مجہول کی روایات اپنے مضمون میں درج کر دیتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے مرزا قادیانی کے مذہب پر بحث کرتے ہوئے جو بیسواں حوالہ دیا ہے وہ روزنامہ نوائے وقت کا ہے جس کا وقائع نگار مجہول ہے۔

[علمی مقالات ۵/۲۷۷]

اسی طرح علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

”اس بات کا ثبوت اخباروں میں مع تصویر موجود ہے کہ نو (۹) سال کی بچی کے ہاں اولاد ہوئی ہے۔ مثلاً دیکھیے روزنامہ جنگ....“ [توفیق الباری: ۵۶]

علی زئی اصول کے مطابق مذکورہ بات ”من گھڑت“ ہے۔ مزید دیکھیے حاشیہ: ”مجہول کی روایت

کا حکم“

۲۴۵

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ثقہ کہا ہے۔ دیکھیے مولانا حافظ ظہور احمد حسینی صاحب حفظہ اللہ کی کتاب: ”امام اعظم ابو حنیفہؒ کا محدثانہ مقام۔“

خود غیر مقلدین کو یہ بات تسلیم ہے کہ امام یحییٰ بن معین کے ہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں، مثلاً: عبد الرحمن مبارک پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”امام ابوحنیفہؒ کے تفقہ، تورع، تعبد اور ان کی عقل و رائے کے مدح و ثناء کرنے والے تو بہت ہیں، مگر ان کی توثیق کرنے والے حفاظ حدیث میں سے یہی چار شخص ہیں: یحییٰ بن معین، ابن المدینی، شعبہ، سفیان۔“ [تحقیق الکلام ۱۴۵/۲]

نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد بھی تسلیم کرتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ثقہ کہا ہے۔ [انوار المصابیح: ۱۴۶، بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام: ۳۳۳] میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد تو ایک اور بات بھی لکھ گئے کہ:

”امام یحییٰ بن معین جرح میں متشددین میں سے ہیں باوجود اس کے وہ امام ابوحنیفہ پر جرح نہیں کرتے۔“ [تاریخ اہل حدیث: ۸۰]

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ امام ابوحنیفہؒ نور اللہ مرقدہ کی توثیق نہ کرتے بلکہ الٹا انہیں مجروح قرار دیتے تو بھی امام صاحب کی ثقاہت میں فرق نہیں آئے گا کیونکہ آپ جہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”الذین رووا عن أبي حنيفة ووثقوه واثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه.

[جامع بيان العلم وفضله: ۱۴۸/۲]

جن محدثین نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے اور انہیں ثقہ کہا اور ان کی تعریف فرمائی وہ ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے ان کے متعلق کلام کیا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کو علی زئی صاحب نے اپنے اسلاف میں شمار کیا اور انہیں مخالف تقلید کہا۔

[علمی مقالات ۴۰/۳]

شمس الحق عظیم آبادی صاحب غیر مقلد اقرار کرتے ہیں کہ:

”ایک خلق کثیر نے امام صاحبؒ کے فضائل و کمال اور محامد و محاسن کا اعتراف کیا ہے، حتیٰ کہ مادیوں کی تعداد مذمت کرنے والوں سے، تحسین کرنے والوں کی تعداد تنقیص کرنے والوں سے، تزکیہ کرنے والوں کا شمار تمہم کرنے والوں سے، تعدیل کرنے والوں کا عدد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے۔

[ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء، بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام: ۳۲۳]

ہم نے یہ مضمون پہلے سے پڑھا ہوا تھا، اب دوبارہ دیکھا ہے، علی زئی نے جو اعتراضات کیے ہیں اس کا خلاصہ درج ذیل دو باتیں ہیں:

(۱)..... فضائل کی ان کتابوں میں بعض روایات ضعیف ہیں۔

اس کا جواب خود غیر مقلدین کی کتابوں میں موجود ہے کہ فضائل میں ضعیف روایات مقبول ہوتی ہیں۔ اس حوالہ سے ہم نے ایک مضمون ”ضعیف حدیث کی اہمیت غیر مقلدین کے قلم سے“ لکھا جو مجلہ پیغام حق فیصل آباد [شمارہ: ۱۴۰] میں شائع ہوا۔

(۲)..... ان کتابوں میں من گھڑت روایات ہیں:

جواب: (الف)..... جن سندوں کو علی زئی صاحب من گھڑت کہیں لازمی نہیں کہ وہ واقعہ من گھڑت ہی ہوں، دلیل کی روشنی میں ان سے اختلاف ہو سکتا ہے۔

(ب)..... اگر ان کتابوں میں من گھڑت روایات کا وجود مان بھی لیں تو صرف من گھڑت روایت کو چھوڑنا پڑے گا نہ کہ پوری کتاب کو غیر معتبر کہا جائے گا۔ اگر کسی کتاب کو اس وجہ سے غیر معتبر کہیں کہ اس میں ”من گھڑت روایت“ موجود ہے تو عرض ہے کہ ”من گھڑت روایتیں“ تو حدیث کی مشہور کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ خود علی زئی صاحب ان کتابوں میں ”من گھڑت روایات“ کا وجود مانتے ہیں، مثلاً:

ابن ماجہ میں من گھڑت روایات۔ [علمی مقالات: ۵۴۰/۴-۵۴۷/۵-۲۳۷/۶-۳۰۶/۶]

ترمذی میں من گھڑت روایات۔ [علمی مقالات: ۵۴۰/۴-۵۴۷/۵-۲۳۷/۶-۳۰۶/۶]

فتح الباری میں من گھڑت روایات۔ [توضیح الاحکام: ۳۰۵/۲]

مشکوٰۃ المصابیح میں من گھڑت روایات۔ [علمی مقالات: ۵۴۰/۴-۵۴۷/۵-۲۳۷/۶-۳۰۶/۶]

صاحب مشکوٰۃ کی شرح ”أضواء المصابیح“ میں بھی مشکوٰۃ کی بہت سی حدیثوں کو من گھڑت لکھ چکے ہیں۔ غیر مقلدین کی پسندیدہ کتب میں بھی من گھڑت روایات ہیں اور انہیں اس کا اعتراف بھی ہے۔

جلال الفہام مؤلفہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ میں من گھڑت روایت۔ [علمی مقالات: ۲۶۶/۳]

کتاب الروح لابن قیم میں مردود روایت۔ [توضیح الاحکام: ۱۱۹]

غنیۃ الطالبین مؤلفہ شیخ عبدالقادر جیلانی میں من گھڑت روایات۔ [توضیح الاحکام: ۳۶۴، ۳۲۲/۲]

غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی من گھڑت روایات ہیں۔ علی زئی صاحب نے کچھ کتابوں کی

نشان دہی کی ہے۔

اسلامی خطبات عبدالسلام بستوی میں من گھڑت روایات۔ [توضیح الاحکام ۲/۴۷۷]

ماہنامہ ”محدث“ میں مردود روایات۔ [توضیح الاحکام ۲/۵۰۲]

”صلوة الرسول“ اور ”فتاویٰ علمائے حدیث“ میں موت تک رفع یدین کرنے کی روایت

فما زالت تلك صلوتہ... ہے۔ حالانکہ یہ من گھڑت روایت ہے۔ [نور العینین: علی زئی]

ان کے علاوہ بھی غیر مقلدین کی بہت سی کتابوں میں من گھڑت روایات موجود ہیں۔ خود علی زئی

صاحب اپنی کتابوں میں من گھڑت روایات درج کر دیتے ہیں۔ دیکھیے حاشیہ: ۲۴۴۔

(ج)..... علی زئی صاحب کو اعتراف ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل کی بعض روایتیں صحیح

بھی ہیں مثلاً:

امام صمیری رحمہ اللہ کی کتاب ”أخبار أبي حنيفة وأصحابه“ پر تبصرہ کرتے ہوئے علی زئی

صاحب لکھتے ہیں:

”صمیری سچے تھے اور کتاب مذکور میں سندیں موجود ہیں، لیکن اس کتاب کی عام روایات ضعیف،

مجروح اور کذاب رایوں سے مروی ہیں۔“ [علمی مقالات: ۳۲۵/۴]

عام روایات کو ضعیف و من گھڑت کہا ہے جس کا مطلب ہے کہ کچھ صحیح یا حسن بھی ہیں۔

خطیب بغدادی کی کتاب ”تاریخ بغداد“ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل پر مشتمل جو روایتیں

ہیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے علی زئی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ:

”بعض صحیح و حسن ہیں۔“ [علمی مقالات: ۳۲۶/۴]

علی زئی صاحب نے اگرچہ بعض سندوں کو صحیح کہا پھر بھی فضائل تو ثابت ہو ہی گئے۔

(د)..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل کی بعض روایتیں من گھڑت ہوں تو بھی مضائقہ نہیں،

اس لیے کہ ان کے فضائل تو تواتر سے ثابت ہیں۔ [الروض الباسم: ۳۰۸، ۳۱۵]

غیر مقلدین کے محدث جلیل شمس الحق عظیم آبادی صاحب نے کتاب ”رفع الالتباس عن بعض

الناس“ میں امام صاحب کے متعلق اعتراف کیا ہے کہ:

”آپ کا شہرہ مشارق و مغارب میں ہو چکا ہے اور آپ کے فضل و کمال کے سورج تمام اطراف

و جوانب ارض کو روشن کر چکے ہیں حتیٰ کہ ان کا بیان صحرا و بیابانوں کے مسافروں اور گھروں کی پردہ نشین عورتوں

کی زبان زد عام ہو چکا، تمام آفاق کے لوگوں نے ان کو نقل کیا۔ غرض وہ امام جلیل، عالم، فقیہ نبی، سب سے

بڑے فقیہ تھے کہ ان سے خلق کثیر نے تفقہ حاصل کیا، متورع، عابد، ذکی، تقی، زاہد فی الدنیا، راغب فی

الآخرۃ تھے۔“ [ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا محدثانہ مقام: ۳۱۷]

(ح)..... علی زئی صاحب سمیت آل غیر مقلدیت بھی قبول کرنے پہ مجبور ہوئے کہ واقعہً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل ثابت ہیں۔

عبدالجید سوہدري صاحب غیر مقلد نے ”سیرت امام ابوحنیفہ“ کتاب لکھی ہے۔
میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے ”تاریخ اہل حدیث ص ۳ تا ۹۶ میں امام صاحب کے فضائل لکھے اور آپ پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب دیا۔ نیز انہوں نے اپنی کتاب ”علمائے اسلام“ میں بھی امام صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

محمد لکھوی صاحب غیر مقلد نے ”فضائل ابوحنیفہ“ نامی کتاب تحریر کی۔ [چالیس علمائے حدیث: ۴۶]
یوسف شمس فیض آبادی غیر مقلد نے ایک کتاب ”آفتاب تحقیق“ لکھی، اس میں امام ابوحنیفہ، شیخ محمد بن عبد الوہاب اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کے حالات درج کیے۔ [چالیس علمائے حدیث: ۱۵۴]
ابوالقاسم سیف بناری صاحب غیر مقلد نے ائمہ اربعہ کے حالات پر ”اجتلاب المنفعة لمن يطالع أحوال الائمة الأربعة“ رسالہ لکھا۔

عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد اس رسالہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:
”اس رسالہ میں ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی۔ امام احمد رحمہم اللہ اجمعین کے حالات زندگی اور ان کی دینی و علمی خدمات کا تذکرہ ہے۔“ [چالیس علمائے حدیث: ۲۲۲]
”وکیل اہل حدیث“ کہلائے جانے والے محمد حسین بٹالوی صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل کے حوالہ سے ایک ”ریویو“ لکھا جو ان کے اخبار اشاعت السنہ ۲۲ میں ہے۔
علی زئی صاحب کے استاد عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد نے شیخ ابوزہرہ کی کتاب ”حیات امام ابوحنیفہ“ اپنے حواشی کے ساتھ شائع کی۔

علی زئی صاحب کے ایک اور استاد عبدالمنان نور پوری صاحب نے ”ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تبارک وتعالیٰ“ مقالہ لکھا، اس میں ص ۱۶۸ سے ۱۷۳ میں امام صاحب کے فضائل تحریر کیے ہیں۔
نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد نے اپنی کتابوں: التاج المکمل وغیرہ میں امام صاحب کے فضائل تحریر کیے ہیں۔ [ماثر صدیقی: ۶/۴]
حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی غیر مقلد نے اپنی کتاب ”سبیل الرسول“ ص ۲۷ تا ۹۲ میں امام صاحب کے فضائل تحریر کیے ہیں۔

محمد داود غزنوی صاحب غیر مقلد نے بھی امام صاحب کے فضائل و مناقب کو تسلیم کیا اور اس حوالہ سے ایک مستقل مضمون لکھا، اس کے بعض اقتباسات کتاب ”مولانا داود غزنوی ص ۳۷۷ تا ۳۸۴“ میں منقول ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے آل غیر مقلدیت ہیں جنہوں نے چار و ناچار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل تسلیم کیے ہیں۔ ان سب کی عبارات بندہ اپنی کتاب ”غیر مقلدین کا امام ابوحنیفہ کو خراج تحسین“ میں پیش کرے گا۔ یہاں اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ خود علی زئی صاحب کے قلم سے بھی یہ بات لکھی گئی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل ثابت ہیں اور وہ فضائل اہل حدیث کو تسلیم بھی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”آخر میں عرض ہے کہ ممکن ہے..... دونوں یہ پروپیگنڈا کریں کہ اہل حدیث کو امام ابوحنیفہ کے فضائل و مناقب پسند نہیں کرتے تو عرض ہے یہ بات ہرگز نہیں..... ہم کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے جو فضائل صحیح سندوں سے ثابت ہیں وہ بیان کریں مثلاً۔ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے لوگوں کو دیکھا تو ابوحنیفہ سے زیادہ عقل والا، افضل اور پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔ [تہذیب الکمال قلمی: ۳/۱۴۱] اس قول کی سند صحیح ہے۔ ۲: امام ابو داود رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم کرے وہ امام تھے۔ [الانقضاء لابن عبد البر: ۳۲] اس قول کی سند حسن لذاتہ ہے۔“ [علمی مقالات: ۶/۵۱۱، ۵۱۲]

علی زئی صاحب اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں:

”پانچویں صدی ہجری سے لے کر بعد والے زمانوں میں عام اہل حدیث علماء (محدثین) کے نزدیک امام ابوحنیفہ فقہ کے ایک مشہور امام تھے اور یہی رائج ہے۔“ [توضیح الاحکام: ۱/۱۸۸]

اس کے بعد یزید بن ہارون اور ابو داؤد کی زبانی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف نقل کی جو اوپر مذکور ہو چکی ہے اور پھر لکھا:

”ان کے علاوہ حکیم بن ہشام الثقفی، قاضی عبداللہ بن شبرمہ، شقیق البلخی، عبدالرزاق بن ہمام صاحب المصنف، حافظ ابن عبد البر اور حافظ ذہبی وغیرہم سے امام ابوحنیفہ کی تعریف و ثناء ثابت ہے۔“

[توضیح الاحکام: ۱/۱۸۹]

علی زئی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

”ہمارے دور میں اہل حدیث تو امام ابوحنیفہ کو عالم سمجھتے اور مانتے ہیں، مثلاً: ہمارے استاذ مولانا ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ کو عزت و احترام کے ساتھ ”امام صاحب“ لکھا ہے۔“ [توضیح الاحکام: ۱/۶۸۳]

علی زئی صاحب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا واقعہ درج کر کے لکھتے ہیں:

”اس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت ہے، کیونکہ انہوں نے حدیث معلوم ہو جانے کے بعد فوراً حدیث کی طرف رجوع کر لیا تھا اور یہی اہل ایمان کی نشانی ہے..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ عالم تھے۔“
[علمی مقالات: ۲۹/۲] مزید دیکھیے۔ [علمی مقالات: ۱۲۸/۲]

علی زئی صاحب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سمیت ائمہ اربعہ کے متعلق لکھتے ہیں:

”انہوں نے اپنی کوشش کے مطابق احادیث پر ہی عمل کیا تھا۔“ [علمی مقالات: ۵۸۴/۲]

۲۴۷

علی زئی صاحب ”اہل حدیث“ کہہ کر اپنی جماعت مراد لے رہے ہیں، حالانکہ غیر مقلدین کا طبقہ حقیقتہً اہل حدیث نہیں، اس پر بہت سے آل غیر مقلدیت کی گواہیاں ہم اپنے پاس رکھتے ہیں، ضرورت پڑی تو انہیں منظر عام پہ لائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ محض ”اہل حدیث“ نام رکھ لینا کیسا ہے؟ یہ آپ علی زئی صاحب کی زبانی سنیں۔ وہ ”اہل حدیث“ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”نجات کے لیے صرف نام کا لیلیل کافی نہیں ہے۔“ [علمی مقالات: ۱۷۳/۱]

۲۴۸

انگریز سے اہل حدیث نام الاٹ کرانے والے غیر مقلد طبقہ نے قلم و قراطاس لیے جو کچھ لکھا ہے اس کا بہت سا حصہ ہمیں معلوم ہے اور شاید علی زئی صاحب سے زیادہ اس کا مطالعہ ہے۔ غیر مقلدین نے قلم و قراطاس تھامے کیا لکھا اس کی تھوڑی سی جھلک ملاحظہ ہو۔

ثناء اللہ امرتسری صاحب نے ”تفسیر“ لکھی مگر قریباً سو علماء نے ان کے گمراہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ دیکھیے ”الاربعین“ وغیرہ۔

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے بزعم خود معارف قرآنی لکھے تو امرتسری صاحب نے اسے ”کوک شاستر“ کہا۔ [مظالم روپڑی ۵۵ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم]

غیر مقلدین کے مختلف علماء نے رسائل لکھے جو ”رسائل الہجدیث“ کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہیں اس میں ایک دوسرے کو گمراہ، جھوٹا، ملحد، مشرک اور کافر تک کہا گیا ہے۔

نواب صدیق حسن صاحب غیر مقلد نے بہت کچھ لکھا مگر علی زئی صاحب نے انہیں ”حنفی“ کہہ

دیا۔ [الحدیث: ۱۳/۲۲]

وحید الزمان صاحب قلم و قراطاس کے میدان میں رہ کر بہت کچھ لکھ گئے، مگر علی زئی صاحب نے

انہیں ”شیعہ، سخت ضعیف اور متروک الحدیث“ قرار دیا۔ [توضیح الاحکام: ۲۲۸/۱]

عطاء اللہ ساجد صاحب غیر مقلد نے ابن ماجہ کے حواشی لکھے، مگر علی زئی صاحب نے اس کتاب کو ”پچوں پچوں کا مربہ“ کہا۔ [علمی مقالات: ۲۴۹/۵]

البانی بھی لکھتے رہے ہیں، مگر علی زئی صاحب کے بقول وہ اصول حدیث میں ”من مانیاں“ کیا کرتے تھے۔ [علمی مقالات: ۳۱۷/۳]

شریف شاہ غیر مقلد، محمد افضل اثری غیر مقلد اور کفایت اللہ سنابلی غیر مقلد نے بھی قلم و قرطاس کو تھاما، مگر علی زئی صاحب نے ان تینوں کو ”جھوٹا“ کہا۔ دیکھیے حاشیہ: ۹۲ اور حاشیہ: ۱۵۰۔

عنایت اللہ اثری صاحب غیر مقلد نے قلم و قرطاس کو استعمال میں لا کر کئی کتابیں لکھ دیں، مگر علی زئی صاحب نے انہیں ”ضال، مضل، منکر حدیث“ کا تمغہ دیا۔ [علمی مقالات: ۲۴۷/۶]

حکیم فیض عالم صدیقی صاحب غیر مقلد قلم و قرطاس تھامے کتابیں لکھتے رہے، مگر علی زئی صاحب انہیں خواہشات پرستی میں حدیث کو رد کرنے والا اور ناصبی کہہ کر پرے ہو گئے۔ [علمی مقالات: ۹۳/۱]

غیب احمد اثری صاحب غیر مقلد نے کچھ لکھا تو علی زئی صاحب نے ”غلط منہج، باطل اصول اور دوغلی پالیسی والے غیب احمد فیصل آبادی“ کہا ہے۔ [علمی مقالات: ۲۰۶/۶]

عبد اللہ روپڑی صاحب نے ”توحید الرحمن“ کتاب لکھی مگر علی زئی صاحب نے اسے غیر معتبر قرار دیا۔ [علمی مقالات: ۲۶۳/۶]

خود علی زئی صاحب نے قلم و قرطاس لیے بزم خود علم حدیث کی خدمت کی اور محدثین کے اصولوں کا پرچار کیا، مگر غیب احمد اثری صاحب غیر مقلد نے ان کے متعلق لکھا:

”جس انداز سے متاخرین محدثین کی کاوشوں کو رائیگاں کرنے کی سعی مشکور کرتے ہیں، اسی طرح متقدمین جہادہ فتن کی کاوشوں کو رائیگاں کرنے کی سعی نامشکور کرتے ہیں، اسی طرح متقدمین جہادہ فتن کے راویان کی طبقہ بندی کی ناقدی کرتے ہیں اور وہ حسب خیال فرامین نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔“ [مقالات اثریہ: ۵۸]

یہ کتاب ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد کی ”تقدیم“ کے ساتھ شائع ہوئی بلکہ انہوں نے اسے پڑھا بھی ہے۔ [حوالہ مذکورہ: ۵۳]

ان چند مثالوں سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غیر مقلدین نے قلم و قرطاس لیے جو کچھ لکھا اس کی حیثیت کیا ہے؟ عوام کے سامنے ان کا ”عمل بالحدیث“ دعویٰ ہے مگر اس کے پس پردہ جو ویرانے ہیں انہیں

بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

۲۴۹

غیر مقلدین کو اعتراف ہے کہ دیوبندیوں کے عقائد صحیح ہیں اور یہ لوگ اہل سنت ہیں۔ اس کے برعکس غیر مقلدین میں جو بدعات ہیں اس کا اعتراف خود انہیں بھی ہے۔ دیکھیے حاشیہ....

غیر مقلد علماء نے اپنے ہم مذہب علماء کی کتابوں میں شریک عبارات کا اعتراف بھی کیا، ہم نے ان عبارات کو اپنے ایک مضمون ”غیر مقلدین کی اپنے ہی علماء پر شریک فتوؤں کی بوچھاڑ“ میں جمع کر دیا ہے جو مجلہ پیغام حق فیصل آباد شمارہ: ۱۹، ۲۰ میں دو قسطوں میں شائع ہوا۔

اسی طرح غیر مقلد علماء کو یہ اصرار بھی ہے کہ ان کے ہم مذہب مصنفین کی کتابوں میں کفریہ عبارات ہیں۔ ثبوت کے لیے رسائل اہل حدیث کا مطالعہ کیا جائے۔

آئندہ اوراق میں ہم نے دیوبندیوں کے عقائد کی حقانیت کو غیر مقلدین کی زبانی اور غیر مقلدین کے عقائد کا باطل ہونا خود انہی کی گواہیوں سے درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے یہاں اجمالاً لکھا ہے، تفصیل اور حوالہ جات آگے بیان ہوں گے، ان شاء اللہ۔

۲۵۰

اسماعیل سلفی صاحب کی کتاب ”حیات النبی: ۱“ سے ان کا اعتراف نقل کر آئے ہیں کہ علمائے دیوبند جھوٹ نہیں بولتے اور اس کے ساتھ غیر مقلدین کا جھوٹا ہونا خود انہی کی زبانی نقل کر دیا ہے دیکھیے! حاشیہ: ۹۲۔

شریف شاکر، محمد افضل اثری اور کفایت اللہ سنبلیلی کو خود علی زئی صاحب نے جھوٹا کہہ دیا ہے۔ علی زئی صاحب نے ایک مستقل مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ”کفایت اللہ سنبلیلی ہندی کے دس جھوٹ“ ہے، اس میں علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

”سنبلیلی صاحب کی اس تحریر سے اُن کے دس صریح جھوٹ باحوالہ مع رد پیش خدمت ہیں۔“

[علمی مقالات: ۶/۳۳۸۸]

آگے لکھتے ہیں:

”کتاب بڑا ظلم ہے کہ کبار محدثین، نیز کبار و صغار علماء پر نمبر قائم کر کے جھوٹ بول رہے ہیں۔“

[علمی مقالات: ۶/۴۰۳]

یوں بھی لکھتے ہیں:

”اس حدیث کو سنابلی اینڈ پارٹی کا موضوع، من گھڑت اور مردود کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔“

[علمی مقالات: ۴۰۴/۶]

آگے پڑھیے!

”جس طرح سنابلی صاحب نے حافظ ابن کثیر پر جھوٹ بولا تھا اسی طرح مولوی ابن طولون پر بھی

کالا جھوٹ بولا ہے۔“ [علمی مقالات: ۴۰۷/۶]

ایک اور عبارت بھی پڑھ لیں!

”عرض ہے کہ ابو مسلم کی روایت میں بھی حسن پرستی والی بات کا نام و نشان نہیں بلکہ یہ سنابلی

صاحب کا بہتان و افتراء ہے۔“ [علمی مقالات: ۴۰۸/۶]

قارئین اگر علی زئی صاحب کی ان گواہیوں کو مد نظر رکھ لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ

غیر مقلدین ان کے اعتراف کے مطابق جھوٹے ہیں۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

ضروری اعلان!

بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ”تبصرہ و تعارف“ کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے۔ لہذا رابطہ کیے بغیر

”صفدر“ میں تبصرے کے لیے کتب ارسال کرنے کی زحمت نہ فرمائیں۔ [ادارہ]

(بقیہ: مخصوص مجالس کے لیے تداعی کا حکم)

اور ویسے حکمت کے طور پر وجہ فرق میں شاید یہ کہا جاسکتا ہو کہ کسوف اور استسقاء کی نماز کا سبب عام ہے، اور وقت بھی ان کا دن ہے جس میں اجتماع میں حرج نہیں ہے۔ بخلاف خسوف کے کہ وہ رات کا وقت ہوتا ہے اسمیں اجتماع میں تنگی ہوتی ہے، اس لیے کسوف اور استسقاء میں اجتماعیت کو مشروع فرمایا گیا اور خسوف میں اپنی اصل پر انفراد رہا۔ البتہ تراویح میں رات کا وقت ہونے کے باوجود اجتماعیت کی مشروعیت میں شاید یہ ملحوظ ہو کہ وہ شہری عبادت ہے، ایک مہینہ اس پر عمل زیادہ دشوار نہیں ہے۔ اور روزمرہ کی سنن مؤکدہ سے اس کو ہی فرق ہوگا۔

الحديث الصحيحين: ”فعليكم بالصلوة في بيوتكم، فإن خير صلوة المرأ في بيته إلا الصلوة المكتوبة.“ وأخرج أبو داود: ”صلوة المرأ في بيته أفضل من صلوة في مسجدى هذا إلا المكتوبة.“ هذا ما عندنا -والله أعلم.

کتبہ الأحقر السيد عبدالشکور الترمذی عفی عنہ

مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا..... ۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ..... [از: حیات ترمذی]

تذکرہ حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اشاعت

ترجمان اہل السنّت والجماعت، وکیل صحابہ و اہل بیت، استاذ المناظرین حضرت مولانا علامہ محمد عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور حالات و کمالات، دینی علمی خدمات و افادات پر مشتمل بصیرت افروز تذکرہ بالآخر ایک ہزار صفحات اور دیدہ زیب جلی کتابت، بہترین طباعت کے ساتھ منصفہ شہود پر آگیا ہے۔

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۳۴۴ھ بمطابق ۱۹۲۶ء میں سرزمین تونسہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے از ہر ہند دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، وہاں آپ نے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الادب حضرت مولانا اعجاز علی صاحب، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی، اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے دورہ حدیث شریف کی کتب پڑھ کر اعلیٰ درجہ میں کامیابی حاصل کی اور پھر حضرت امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ردّ روافض کے موضوع پر پورتر بیت حاصل کی، پھر کئی سال تک آپ نے تونسہ شریف کے ادارہ جامعہ محمدیہ میں تدریس کی، بعد ازاں تحریک تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ کے عمائدین کے اصرار پر آپ نے بحیثیت مرکزی مبلغ و مناظر تنظیم کے ساتھ وابستگی قائم فرمائی۔ اس طرح نہ صرف پورے ملک بلکہ بیرون ملک بھی اپنے مشن کی تبلیغ کی اور صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے دفاع اور وکالت کا حق ادا کر دیا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو گونا گوں کمالات و اوصاف سے نوازا تھا، آپ نے ان ساری صلاحیتوں کو تادم آخردین حق کے فروغ احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے صرف فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے خوب کام لیا، تبلیغ و تصنیف کے علاوہ آپ نے ہزاروں علماء کرام کو پاکستان، سعودی عرب، جنوبی افریقہ اور بنگلہ دیش میں تربیت دی اور ان کو اہل سنت کے مشن کے لیے تیار کیا۔

تحریک تنظیم اہل سنت کے آپ ایک عرصہ تک صدر اور آخر میں سرپرست کے عہدہ پر فائز رہے،

تقریباً ستر (۷۰) سال کے لگ بھگ دینی علمی تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد نوے (۹۰) سال کی عمر میں آپ نے مؤرخہ ۶ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۱ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ المبارک انتقال فرمایا۔ آپ کے جانے سے ایک عہد کا خاتمہ ہوا اور ایک صدی کی تاریخ کی بساط لپٹ گئی۔

آپ کی عبقری شخصیت اور عہد آفریں خدمات کا تقاضہ تھا کہ آپ کی سوانح حیات اور علمی خدمات کو اجاگر کیا جائے تاکہ بعد کے لوگ آپ کے روح پرور حالات و کمالات اور دینی خدمات سے روشناس ہو کر ان سے مستفید ہو سکیں، اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت آپ کے فرزند ارجمند اور جانشین [صدر تحریک تنظیم اہل سنت] حضرت مولانا محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہم سے لی، انہوں نے اپنی تمام تبلیغی علمی مصروفیات کے باوجود اس عظیم کاز کی اہمیت کے پیش نظر وقت نکال کر ایک عظیم کتاب تیار فرمادی جس میں آپ کے خاندانی پس منظر کے ساتھ ساتھ آپ کے تمام تفصیلی حالات کو نہایت شاندار انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس حصہ کے جلی عنوانات یہ ہیں:

حضرت علامہ تونسوی کے آباء و اجداد کا مختصر تذکرہ..... تذکرہ حضرت علامہ تونسوی..... علامہ تونسوی کے چند مناظرے اور ان کے موضوعات..... تصنیفات و تالیفات..... روافض کے عقائد و نظریات (روافض اور نکاح موقت..... روافض کا عقیدہ تقیہ)..... سفر آخرت..... ملفوظات وارشادات۔

ان جلی عنوانات کے تحت درجنوں ذیلی عنوانات قائم کیے گئے ہیں جن میں متعلقہ مضامین کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں اور یہ حصہ تقریباً ساڑھے پانچ صد (۵۵۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ ان عنوانات میں روافض کے عقائد و نظریات بڑے خاصہ کی چیز ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

چونکہ پہلے خیال تھا کہ حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ کے حالات پر مشتمل مجلہ ”الحقانیہ“ ساہیوال سرگودھا کا ایک خاص نمبر شائع کیا جائے گا، چنانچہ اُس کا اعلان بھی کر دیا گیا اور اُس نمبر کے لیے مختلف اہل علم و قلم سے حضرت علامہ تونسوی کی شخصیت کے متعلق مضامین بھی لکھوا لیے گئے، پھر مشورہ سے طے ہوا کہ آپ کے حالات مستقل کتاب کی صورت میں شائع کر دیے جائیں، فلہذا اس تذکرہ کا دوسرا حصہ جس کا آغاز ص ۵۳۷ سے ہو رہا ہے انہی تاثراتی مضامین پر مشتمل ہے۔ اس طرح یہ تذکرہ اصل سوانح اور تاثراتی مضامین دونوں کو جامع اور ایک ہزار (۱۰۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔

دوسرے حصے میں جن حضرات کے مضامین ہیں ان میں محقق اہل سنت مولانا محمد نافع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ صدرالوفاق حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان صاحب، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالجید صاحب، مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق

اسکندر، حضرت مولانا زرولی خان، حضرت مفتی حمید اللہ جان صاحب، حضرت مولانا محمد انور اکاڑوی، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا ظفر احمد قاسم صاحب، حضرت مولانا عبدالقیوم تھانی صاحب مدظلہم اور دیگر بہت سے اہل علم اور صاحب فضل و کمال شخصیات کے مضامین کے علاوہ تعزیتی پیغامات، اخبار و جرائد کا خراج تحسین، اور منظوم خراج عقیدت نیز بعض اہم چیزوں کے عکس بھی دیے گئے ہیں۔

کتابت و طباعت عالی شان اور ٹائٹل جاذب نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو خاص و عام میں مقبولیت عطا فرمائے، آمین۔

احقر کو خوب یاد ہے کہ جب حضرت والد صاحب قدس سرہ کے حالات پر مبنی کتاب ”حیاتِ ترمذی“ کے نام سے ۱۴۲۴ھ میں شائع ہوئی، حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اُن دنوں تحصیل شاہ پور میں پروگرام تھا۔ احقر کتاب لے کر حاضر ہوا حضرت نے کتاب ہاتھ میں لے کر اُس کی ظاہری شان و شوکت اور ضخامت کو دیکھ کر احقر کی حوصلہ افزائی کے لیے یہ جملہ ارشاد فرمایا:

”جیسے حضرت شاندار تھے ایسے ہی ان کی سوانح حیات بھی شاندار ہے۔“

”تذکرہ حضرت علامہ تونسوی رحمہ اللہ تعالیٰ“ دیکھ کر احقر کی زبان پر حضرت کا یہی جملہ مع شی زائد کے بے ساختہ یوں جاری ہوا:

”جیسے حضرت شاندار اور جاندار تھے ایسے ہی حضرت کا تذکرہ بھی بحمد اللہ شاندار اور جاندار ہے۔“

امید ہے کہ اہل علم اس عظیم تذکرہ اور دستاویز کی قدر فرمائیں گے۔

فقط..... احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

۱۴ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ

محقق العصر حضرت مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم لکھتے ہیں:

تداعی کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں جماعتی یا اجتماعی صورت میں ذکر کرنے سے بھی اجتناب کیا جاتا تھا۔ جس سے مراد یہ ہے کہ سب کے سب ذکرین اس بات کا التزام کریں کہ وہ ایک وقت میں ایک ہی مخصوص ذکر کریں گے خواہ سراخواہ جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماع اور مجلس کی جو کیفیت ہم نے بیان کی اس سے بھی مجلس اور اجتماع تو حاصل ہو جاتا تھا لیکن ذکر ہر شخص اپنا کرتا تھا۔ پھر خواہ ذکر کے کلمات ہر ایک کے مختلف ہوں یا ایک ہی ہوں۔ بہر حال اس بات کا التزام نہیں کیا جاتا تھا کہ سب ایک وقت میں ایک ہی ذکر کریں بلکہ ایسا کرنے کو وہ ”بدعت“ جانتے تھے۔ اسی ناجائز طریقے کو ہم جماعتی یا اجتماعی ذکر کا نام دیتے ہیں۔ [تحقیقی جائزہ، باب ۶]

مجلہ صفدر کا فتنہ غامدی نمبر..... اکابر و مبصرین کی نظر میں!

حضرت مولانا علامہ محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہم [صدر: تنظیم اہل سنت] کی رائے گرامی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على سيد الرسل وخاتم الأنبياء، أما بعد! دین اسلام کامل مکمل دین ہے جو قیامت تک باقی رہے گا، کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود لیا ہے۔ قرآن و سنت کی حفاظت امت محمدیہ کے لیے بہت بڑا انعام ہے۔ کیونکہ آج امم سابقہ کی کتب سماویہ موجود ہیں نہ شرائع۔ یہود و نصاریٰ نے ان میں ایسی تحریف و تغیر کی ہے کہ ان کتب کا نام تو باقی رہا مگر کتب باقی نہیں رہیں۔ آج تک یہود و نصاریٰ باوجود متعدد انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کے اپنے دین و مذہب میں حیران و سرگرداں ہیں اور بے اطمینانی کے جنگل میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

صرف دین اسلام ہی ہے جو اپنے اصلی روپ میں زندہ و تابندہ ہے اور روز قیامت تک باقی رہے گا۔ امت محمدیہ عملی کمزوریوں کے باوجود تسکین قلبی و اطمینان سے سرشار ہے۔ والحمد للہ علی ذلک حمداً کثیرا۔ یہود و ہنود مجوس و نصاریٰ شرک کی دلدل میں ایسے پھنسے ہیں کہ ان کی کشتی کبھی بھی شرک کے کچھڑ سے نہیں نکل سکتی۔ دین اسلام جیسا اعلیٰ مذہب قرآن مقدس جیسی جامع اکمل کتاب کرہ ارض پر نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کے دعوائے نبوت سے آج تک یہود و نصاریٰ ہنود و مجوس بلکہ روئے زمین کے تمام کافر اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی سعی لا حاصل کرتے رہے، اللہ رب العزت نے ہر دور میں کفار کو ذلیل و خوار کیا، مسلمان ہر دور میں کامیاب رہا آنحضرت ﷺ نے تقریباً ۲۵، ۲۶ یا ۲۹ غزوے کیے۔ کم و بیش ۶۰ سرسرایا کفار کے مقابلہ کے لیے روانہ فرمائے، خلفائے راشدین نے کسی ایک لمحہ کے لیے جہاد نہیں چھوڑا۔ بلکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تقریباً آدھی دنیا پر حکمران رہے۔ کم و بیش ۶۵ لاکھ مربع میل کا رقبہ انہی کے زیر تصرف رہا۔ ہر دور میں کامیابی و کامرانی نے مسلمانوں کے قدم چومے اسلام کا پرچم ہمیشہ بلند رہا۔

تاریخ شاہد ہے کہ مختلف ادوار میں مختلف فتنوں نے مختلف عقائد و نظریات وضع کئے اور ان پر ملح سازی کر کے عوام و خواص کو متاثر کرنے کے لیے کئی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے اور امت محمدیہ کو ہر لحاظ سے پریشان کرنے کی کوشش کی، مگر ہر دور میں اہل حق نے ان کی گھناؤنی سازشوں کو بے نقاب کر کے انہیں

بے آبرو کر دیا، ہمیشہ انہیں ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ فرق باطلہ کا یہ وتیرہ رہا کہ انہوں نے پہلے اپنے اصول و عقائد اختراع کئے پھر ان کو قرآن و سنت سے ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور خالی الذہن عوام الناس کو صراطِ مستقیم و طریقِ مستوی سے ہٹا کر اپنا مطبوع و تبع بنانے کی کوشش کی۔

جاوید احمد غامدی کا فتنہ ان فتنوں کے مقابلے میں جدید اور نو مولود فتنہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بندہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن نزد گرد و مندر کراچی میں درس و تدریس کے سلسلہ میں عرصہ ۲۲ سال سے حاضر ہوتا ہے۔ وہاں کے طلبہ اور عوام و خواص نے غامدی فتنہ کے بارے میں بندہ سے کئی سوالات کئے۔ بندہ نے متعدد سوالات کے متعدد جوابات دیے۔ اور علماء میں سے ایک صاحب غامدی صاحب کی متعدد کتب بندہ کے سامنے لائے۔ بندہ نے ان کتب کی ورق گردانی کے بعد عرض کیا کہ: یہ شخص خواہشات نفس اور خیالات کا پرستار و پجاری ہے، اس کا پروگرام یہ ہے کہ ماقبل میں جن مشائخ و اسلاف نے جو کچھ کہا اور لکھا وہ سب فرسودہ و بیکار ہے اور جو کچھ میں نے کہا اور لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ درحقیقت یہ لاہوری مرزائیوں کا مدّاح ہے۔ تفصیل کے لیے کتاب ”اختلاف سلسلہ احمدیہ“ طبع احمدیہ انجمن لاہور ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہتا ہے کہ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین مفسرین و محدثین فقہاء اور متکلمین پر اعتماد نہ کرو صرف میرے اوپر اعتماد کرو۔ اس کا غرور اور تکبر و تعلّی اس کے فحوائے کلام سے آشکارا ہے۔ اس کی تعبیرات و تاویلات تشریحات و توضیحات بعینہ مرزا غلام احمد قادیانی، منکر حدیث غلام احمد پرویز، غیر مقلدین، محب روافض مودودی، اور منکرین حیاۃ النبی ﷺ مسماتی گروہ کی طرح ہیں، جس طرح یہ لوگ ”پہچوں ماہیگرے نیست، انا ولا غیر“ کے مریض تھے اسی طرح غامدی صاحب بھی اسی مرض کا شکار ہیں۔ اس کی کتب عقائد و نظریات کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جاوید احمد غامدی ذہنی آوارگی خود ثنائی خود پسندی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے، یہ شخص کج روی و گمراہی کی طرف کوشاں ہے۔ اس زعم باطل میں گرفتار ہے کہ امت محمدیہ ساڑھے چودہ سو سال کے عرصہ دراز سے ضلالت و گمراہی کا شکار ہے اور میں ہی صرف صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ غامدی صاحب جادہ حق اور دائرہ اطاعت سے باہر نکل گیا ہے۔ عوام و خواص اس کے فریب و عیاری سے اجتناب کریں اور اہل حق کے ساتھ وابستگی رکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس جدید فتنہ سے بچائے قرآن و سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ رب العزت نے پاک و ہند میں جہاں علمائے دیوبند کو

قرآن و سنت کی خدمت کے لیے سرفراز فرمایا وہاں دین اسلام کے دفاع کے لیے بھی اسی جماعت کو منتخب فرمایا۔ چنانچہ فرق باطلہ کی سرکوبی و استحصال مقابلے و مباہلے مناظرے انہی حضرات نے کئے اور ہر دور میں ہر نئے اٹھنے والے فتنے کو پسپا اور رسوا کر کے اسلام کا پرچم بلند کیا ہے۔

”مجلہ صفدر“ کے احباب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے جنہوں نے حال ہی میں ”فتنہ غامدی نمبر“ نکال کر عوام و خواص کو اس کی کج روی و اختراعی عقائد و نظریات سے بروقت متنبہ کیا اور اس کا بھرپور سد باب کیا۔ اللہ تعالیٰ ”مجلہ صفدر“ کی مساعی جلیلہ کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے۔ (آمین)

☆.....☆.....☆.....☆

حضرت مولانا غلام صادق مظلہم [مدیر: النصیحہ، چارسدہ] کا تبصرہ

بسم الله الرحمن الرحيم. الحمد لله رب العلمين

والصلوة والسلام على خاتم النبيين وعلى آله وأصحابه أجمعين.

یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وقت کے منافقین، باطن خراب اور اہل ہوئی و خواہش نے ہمیشہ اپنے ایلیسی تلیسیات کو تحقیقات، گمراہ کن افکار و خیالات اور شیطانی تصورات کو اصلاح، ہم آہنگی و رواداری اور وسعت نظری کا خوشنما و دل فریب نام دیکر امت مسلمہ میں فتنہ و فساد اور شکوک و شبہات کی راہ ہموار کی ہے۔ غرور و تکبر، اپنی خود ساختہ رائے و نظر، غلط فکر و خیال اور حقیقت سے کوسوں دور تاویلات کو حرف آخر ہی نہیں بلکہ نص قطعی کا درجہ دے کر خود کو علم بردار ان تحقیق، مصلحین، اصحاب فکر و نظر، دانشور و سرکار سمجھتے ہیں۔ جبکہ ان کے دجل و فریب، کفر و الحاد اور نفاق و زندقہ سے لوگوں کو آگاہ کرنے والے علماء و صلحاء اور خیر خواہان ملت کو جاہل، تنگ نظر، دقیانوسی خیالات کے پیروکار اور وقت کے تقاضوں اور ضروریات سے ناواقف و ناخبر قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ رسول خدا ﷺ کے لائے ہوئے دین سے مطمئن نہیں ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ حالات و زمانہ کے مطابق شریعت محمدی کے قطعی احکام میں رد و بدل، ترمیم و تنسیخ اور محو اثبات کا عمل جاری ہو اور ہر زمانہ میں اسلام کا نقشہ اور جدید ایڈیشن اس زمانہ کے مطابق و موافق رائج ہو۔ عصر حاضر میں مغرب سے متاثر یا مرعوب طبقہ اسی فکر و خیال کا حامل ہے۔ اس طبقے کی کوشش یہ ہے کہ اسلامی احکام و تعلیمات کی توضیح و تشریح اس انداز سے ہو کہ ان کی اسلامیت بھی متاثر نہ ہو اور مغرب کی مادر پدر آزاد تہذیب و معاشرت کے ساتھ مطابقت و موافقت اور دین کو اپنی خواہشات کے تابع بنانے والے ملحدین کی حمایت و طرف داری اور وکالت و ترجمانی بھی ہو جائے۔ ان کی تحریر و تقریر اور بحث و مباحثوں کا محور اور مرکزی

نقطہ اسلامی تہذیب و معاشرت کی تردید و انکار، تضحیک و توہین، شعائر اسلام کا مذاق اڑانا، اور مغربی تہذیب کی حمایت و وکالت اور اثبات و تائید ہوتا ہے۔

یہ لوگ اپنی آزاد خیالی و روشن خیالی کی اس مجرمانہ فکری روش میں نہ کسی صاحب تقویٰ کے وعظ و نصیحت کی پرواہ کرتے ہیں، نہ کسی اہل فتویٰ کے فتویٰ کی، نہ اجماع امت کو درخور اعتنا سمجھتے ہیں، نہ قرآن و سنت کی متفقہ و مسلمہ تفسیر و توضیح، بس اپنے تحقیق نما اوہام و وسوسوں کو حرف آخر سمجھ کر ان پر ڈٹے رہتے ہیں اور عنکبوت کے جالے سے کمزور تاویلات کا سہارا لیکر خود کو مجتہد و مجتہدہ سمجھتے ہیں۔ ان بے راہوں کا مقصد وحید بس یہی ہے کہ دین پر صدق دل سے عمل کرنے والے صاف دل اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے ان کو اپنے دین و مذہب کے بارے میں مذہب اور غیر مطمئن بنایا جائے۔ قرآن کی تفسیر و توضیح میں حدیث و سنت کی پروا کیے بغیر عربی لغت کے کثیر المعنی الفاظ میں سے اپنے خیال و خواہش کے مطابق کسی معنی کا تعین اور اس کو اپنی خواہش کے مطابق جامہ پہنانا، اپنے گمراہ کن مقصد و مطلب کے خلاف صحیح احادیث و روایات کو مجروح و ضعیف کر کے ناقابل عمل اور ناقابل حجت قرار دینا، اجماع امت سے انکار اور سلف صالحین (صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے قابل اتباع و تقلید اکابرین امت و ائمہ دین) کی دیانت و تقویٰ اور للہمیت پر مبنی تحقیقات و تشریحات، عقائد و نظریات اور افکار و خیالات کی مضبوط و قوی عمارت کو کمزور و منہدم کرنا ان کے سفر زندگی کی منزل مقصود ہے۔

مغرب کی گندی تہذیب و معاشرت کی قرآن و سنت کی پاک و مقدس تعلیمات کے ساتھ مطابقت پیدا کرنا اور اس مقصد کے لیے شریعت کے واضح احکامات میں قطع و برید اور تغیر ان کی زندگی کا محبوب مشغلہ ہے۔ انبیاء کرام اور مقدس ہستیوں کی شان اقدس میں توہین و گستاخی، سب و شتم اور ہرزہ سرائی کرنے والوں کا دفاع کرتے ہوئے ان کے لئے شرعی سزا ختم کر کے شتر بے مہار یا سگ دیوانہ کی طرح آزاد چھوڑ دینا،..... مرتد کی شرعی سزا پر خط تنبیخ کھینچ کر مسلمانوں کو اپنے دین و مذہب چھوڑنے کا بھرپور موقع فراہم کرنا،..... شادی شدہ زانی مرد و عورت جیسے بدکاروں کے لیے سخت شرعی سزا ”حدِ رجم“ پر تیشہ چلا کر معاشرہ کے ان ناسوروں کے لیے رعایت و نرمی پیدا کرنا،..... شرعی پردہ و حجاب کے بارے میں سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کی قرآن و سنت سے اخذ شدہ توضیح و تشریح کو مسترد کرتے ہوئے مغربی تہذیب کے تناظر میں نام نہاد ”جدید تحقیق“ کے ذریعہ بے پردگی و بے حیائی کو رواج دینا،..... داڑھی جیسے شعائر اسلام کی عظمت و اہمیت کو ختم کر کے اس کو ایک غیر ضروری عمل قرار دینا،..... شیطانی عمل ”شراب نوشی“ کو معمولی جرم و گناہ قرار دینے کے لیے احادیث سے ثابت شدہ اسکی سزا ”حدِ شرب الخمر“ کو ختم کرنے کے درپے ہونا،..... لباس

وپوشاک میں اسلامی وضع و قطع کی بجائے ننگی تہذیب کی عادات و اطوار اور مماثلت و مشابہت میں نیم برہنہ طرز معاشرت اختیار کرنا اور اس کے لیے سند جواز تلاش کرنا،..... خوردونوش اور نشست و برخاست میں غیر مسلم اقوام کی پیروی کو تقاضائے وقت قرار دینا،..... اجماع امت سے انکار،..... حیات اور رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار،..... یہ اور اس قسم کی دیگر باطل و فاسد خیالات و نظریات ان ملحدین و متجذدین اور مغرب کے وکیلان صفائی کی خدمات جلیلہ کے وہ خاص نقاط ہیں جن پر وہ شب و روز کام کر رہے ہیں۔

شاعر مشرق اقبال مرحوم سے معذرت کیساتھ۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس طرح وکیلان مغرب بے تہذیب

اور۔

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید
مشرق میں ہو تہذیب مغربی کا بہانہ

راہ ضلالت و گمراہی پر گامزن ان ملحدین و کج طبیعت دانشوران و پیشوایان الحاد و زندقہ، عہد قریب کے غلام احمد قادیانی، غلام احمد پرویز، سرسید احمد خان، امین احسن اصلاحی، عبداللہ چکڑالوی، اسلم جیراچپوری، وغیرہ سب کا روانہ دجل و تلحیس کے سرخیل اور مقدمۃ الجیش ہیں۔ موجودہ وقت کے جاوید احمد غامدی اور ان کے شاگرد خاص مولانا زاہد الراشدی کے صاحبزادہ عمار خان ناصر بھی ان بے راہوں کے پیروکاروں اور ہم کاروں میں نہ صرف شامل ہیں بلکہ ان کے ادھورے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے بھرپور طریقے سے سرگرم عمل اور مصروف کار ہیں۔

چنانچہ ان کج فہموں اور راہ حق سے بھٹکنے والوں نے اصلاح و تجدید کے نام سے ریسرچ و تحقیق کے ذریعہ اسلام کے شجرہ طیبہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لیے قطعیات دین اور شعائر اسلام پر تابوتوں حملے کیے۔ ریسرچ و تحقیق کے ان علمبرداروں نے اسلام کے حسین و جمیل چہرے کو بدنما داغوں سے داغدار کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ جہل مرکب میں مبتلا ان مبتدعین و زانغین کی اصلاح اور راہ مستقیم پر لانا نہ صرف مشکل بلکہ قریب بہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ علماء حقانی کے ذریعہ اپنے دین کی حفاظت کی ہے کہ انہوں نے ہر دور میں جذبہ خیر خواہی کے تحت وقت کے فتنہ پروروں سے عامۃ المسلمین کو آگاہ کیا ہے اور فتنہ پروروں کے عزائم و منصوبے خاک میں ملائے۔ تحریر و تقریر اور بحث و مناظرہ کے ہر میدان میں ان کا تعاقب و مواخذہ کا فریضہ انجام دیا ہے۔ انہیں علماء حق کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ:

يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال

المبطلين وتاويل الجاهلين. [رواه البيهقي (في المدخل) مشكوة المصابيح]

یعنی ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک نائین اس علم کو حاصل کریں گے اور اس علم کے ذریعہ حدود سے گزرنے والوں کی تحریف اور باطل والوں کی خیانت و غلط انتساب اور جاہلوں کی تاویلات باطلہ کو دور کریں گے۔ اس حدیث مبارک میں علماء حق کی ذمہ داریوں کی نشاندہی کی گئی ہے کہ دلائل کے ذریعہ اسلام کے خلاف ہر قسم کے فتنوں اور فتنہ پروروں کی سرکوبی، قلع و قمع اور سد باب کرنا ان کے فرائض منصبی میں سے ہے۔

اس سلسلہ میں ”مجلہ صفر“ کے اصحاب اہتمام و انتظام کی مساعی جلیلہ اور خدمات جلیلہ نہ صرف قابل تحسین بلکہ قابل اتباع و تقلید ہیں۔ جنہوں نے رسوائے زمانہ متحدہ، نام نہاد سکالر اور منافقانہ انداز میں منکر حدیث ”مسٹر جاوید احمد غامدی“ اور ان کے اصول و فروع ”اساتذہ و تلامذہ“ کے الحاد و زندقہ، دجل و فریب اور گمراہ کن منافقانہ تلپسات سے پردہ اٹھا کر ”فتنہ غامدی“ کے نام سے ایک ضخیم نمبر شائع کیا، جس میں انہوں نے مسٹر غامدی کے افکار و خیالات اور عقائد و نظریات کا ملک کے اہل علم و فضل کے مضامین و مقالات کے ذریعہ بہتر انداز میں تعاقب و مواخذہ کیا ہے۔ اس نمبر کی جلد اول (جو کہ ہمارے زیر نظر ہے) کل سات ابواب پر مشتمل ہے، جس میں غامدی کے متعلق تحریرات و آراء اکابر، تجدد پسندوں کے قلمی و علمی فتنے، جاوید احمد کا تعارف و پس منظر، غامدی افکار کا تحقیقی محاسبہ، غامدی مذہب کا عمومی جائزہ، فتاوی جات جیسے دلکش عنوانات کے تحت اصحاب علم و دانش اور ارباب قلم کے معلومات و تحقیقات سے مالا مال نہایت پر مغز مضامین و مقالات شامل ہیں۔ جس پر بجا طور مجلہ صفر کے مدیر مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب، مدیر مسئول مولانا احسن خدای اور مدیر جناب حمزہ احسانی تحسین و تہریک کے مستحق ہیں۔ ہم ادارہ ”مجلہ صفر“ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس جدوجہد اور سعی کو قبولیت سے نوازے۔

جلد اول کو دیکھ کر جلد دوم کے لیے بے تابی اور بے قراری ایک فطری امر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ادارہ دوسری جلد کی اشاعت سے قارئین کی بے تابی و بے قراری ختم کرے گا۔ جلد اول ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اعلیٰ ٹائٹل، بہترین جلد بندی، صاف و واضح کمپوزنگ اور ہر قسم کے ظاہری و باطنی حسن و زیبائش سے مزین ہونے کے ساتھ قیمت ۲۰۰ روپے نہایت مناسب ہے۔ ہم اپنے قارئین اور دیگر اہل ذوق و دانش سے درخواست کرتے ہیں کہ اس نمبر کو مولانا احسن خدای مکان نمبر 4 گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ مجلہ سردار پورہ اچھرہ لاہور سے طلب کر کے اپنے ساتھ ضرور رکھیں اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ ☆☆☆☆

متاثرینِ حُبِ یزید..... کی خدمت میں ایک قیمتی تحفہ

مخدوم مکرم جناب میاں محمد رضوان نفیس صاحب حضرت اقدس حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کے فیض یافتہ اور ان کے خادم خاص ہیں، علم اور اہل علم سے گہری وابستگی ہے، اپنے شیخ کی طرح سرتاپا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات اہل بیت کی عقیدت و محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اسی پاکیزہ جذبے کے تحت ان پاکیزہ نفوس کے حالات اور ان کے دفاع پر مبنی کتابیں وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہتے ہیں، اللہ جل شانہ ان کے اس پاکیزہ جذبے میں برکت نصیب فرمائیں، انہیں حضرات صحابہ کرام اور حضرات اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس خدمت کی بیش از بیش توفیق نصیب فرمائیں اور انہیں اُن کی محبتوں اور اطاعتوں سے تازہ نگاری سرشار رکھیں۔

کچھ عرصہ قبل انہوں نے حضرت مولانا قاری ضیاء الحق صاحب کی کتاب ”یزید: اکابر اہل سنت کی نظر میں!“ شائع کر کے سنی قوم پر احسان عظیم فرمایا تھا، مذکورہ بالا کتاب میں متقدمین و متاخرین علمائے اہل سنت کا یزید کے بارے میں نظریہ حوالہ جات سمیت پیش کیا گیا ہے جبکہ جناب میاں محمد رضوان نفیس صاحب نے اس میں موجودہ دور کے اکابر علماء کرام کے بھی بہت سے حوالہ جات جمع کر کے اس کتاب کو ایک جامع دستاویز بنا دیا ہے۔

صحابہؓ و اہل بیتؓ دونوں جناب رسول اللہ ﷺ کے عاشق زار اور آپ ﷺ کے چمن کے پاکیزہ پھول ہیں۔ دونوں سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ اور دونوں کی عقیدت ہمارے لئے وسیلہ نجات ہے۔ ان میں سے کسی ایک جنتی گروہ کی محبت جناب رسول اللہ ﷺ کی محبت ہے اور کسی ایک کالنفیض و عناد دنیا و آخرت کی بربادی کا پیغام ہے۔ جس طرح شیعیت نے حضرات اہل بیتؓ کی عقیدت میں شرک نہ غلو کر کے حضرات صحابہؓ کرامؓ کی توہین و تنقیص کے راستے پر چلتے ہوئے جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنایا، اسی طرح خوارج نے حضرات صحابہ کرامؓ کی محبت کے پردے میں جناب رسول اللہ ﷺ کی پاکِ عترت کو اپنے خبثِ باطن کا نشانہ بنا کر بدبختی کو اپنا مقدر ٹھہرایا۔ بظاہر ایک دوسرے کے دشمن نظر آنے والے یہ دونوں گروہ نظریاتی اعتبار سے بالکل ایک جیسے ہیں اور انہیں ایک ہی سکے کے دو رخ کہنا مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔

شیعت اور خارجیت، دونوں کی دعوت اور دونوں کا طریقہ کار ایک ہی ہے، حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی پاکیزہ جنتی جماعت کو دو حصوں میں تقسیم کرنا اور پھر ایک گروہ کی شان میں غلو، دوسرے کی شان میں تنقیص کرنا۔ اسی کا نام شیعت ہے، اسی کا نام خارجیت و یزیدیت ہے۔

شیعہ حضرات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ، جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہ الزہراءؑ اور حضرات حسنین کرمینؑ کی شان کو شرک کی حدود تک پہنچاتے ہوئے انہیں معصوم، مفترض الطاعت اور کارخانہ قدرت کا مختار کل گردانتے، اور حضرات خلفائے ثلاثہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

خارجی و یزیدی حضرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات بنو امیہ کی شان میں انتہائی غلو کرتے ہوئے انہیں خطا اجتہادی سے بھی معصوم مانتے اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کے جنتی گھرانے کی توہین و تنقیص کے بہانے ڈھونڈ ڈھونڈ کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں، نیز حضرت امیر معاویہؓ کی محبت اور ان کے دفاع کا نام لے کر یزید پلید کو اپنا راہنما بناتے اور اس کی ناجائز و بے سرو پا مدح سرائی کے قصیدے پڑھتے ہیں۔

دونوں گروہوں کی بنیاد محض خاندانیت اور نسل پرستی پر ہے، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دونوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ گروہ میں گویا ایک ایک ”ایم کیو ایم“ قائم کی ہوئی ہے۔ شیعت کی جذباتی افسانہ طرازی کا اول و آخر سرمایہ بنو ہاشم اور بنو فاطمہ ہیں، جبکہ خارجیت و یزیدیت نے اسی طرز پر بنو امیہ کو وہی مقام دلانے کے لئے تگ و دو شروع کر رکھی ہے جو شیعوں کے نزدیک بنو ہاشم اور اولاد علیؑ کا ہے۔ اپنے پسندیدہ گروہ کے افراد کو مظلوم ٹھہرا کر اس کے لئے جذباتی ہمدردی پیدا کرنا اور دوسرے گروہ کے فضائل و مناقب کو پروپیگنڈا پر محمول کر کے اس کا مرتبہ کم کرنے کی کوشش کرنا دونوں فرقوں کا آزمودہ حربہ ہے جس سے تاحال دونوں استفادہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔

اس نسل پرستانہ جدوجہد میں دونوں گروہوں نے اپنے اپنے پسندیدہ خاندان کے افراد کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے، اور دوسرے خاندان کے افراد کے فضائل و مناقب میں کمی کی کوشش میں اسلام کا جو حلیہ بگاڑا ہے، اس کی مثال امین ملت، سلطان المناظرین، حضرت مولانا امین صفدر ادا کاڑویؒ کی زبانی بیان کردہ ایک لطیفے سے خوب سمجھ میں آتی ہے۔ ایک پیر صاحب کے دو مرید تھے، جن کی آپس میں نہیں بنتی تھی، ایک مرتبہ وہ دونوں، پیر صاحب کی ایک ایک ٹانگ دبا رہے تھے، دباتے دباتے ایک مرید کی انگلی دوسرے کی ٹانگ کو لگ گئی تو دوسرے نے ناراض ہو کر پہلے والے کی ٹانگ پر تھپڑ مار دیا، پہلے کو غصہ آیا تو اس نے دوسرے کی ٹانگ پر مکہ دے مارا، دوسرا کلہاڑی اٹھا کر لے آیا اور کہنے لگا کہ آج میں نے اس کی ٹانگ نہیں

چھوڑنی، بلکہ کلہاڑی سے کاٹ دینی ہے، پیر صاحب بے چارے چیختے اور چلاتے رہے کہ بھائی یہ اس کی ٹانگ نہیں، بلکہ میری ٹانگ ہے، مگر وہ بضد رہا کہ یہ دوسرے مرید کی ٹانگ ہے اور میں نے اس ٹانگ کو کاٹ کر ہی اس کو سبق سکھانا ہے۔ بعینہ اسی طرح شیعوں اور خارجیوں کے یہ دونوں بد بخت گروہ رسول اللہ ﷺ کی ان دونوں پاکباز جماعتوں میں سے ایک کو دوسرے کی جماعت قرار دے کر ان پر حملہ آور ہیں اور جناب رحمۃ اللعالمین ﷺ کی ذات گرامی کو ایذا پہنچانے کا سبب بن رہے ہیں۔

اہل السنّت والجماعت کی محبت اور عقیدت کا معیار اور محور محض خاندانیت یا نسل پرستی نہیں بلکہ ایمان، صحابیت، اور رسول اللہ ﷺ سے تعلق ہے۔ ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ جس جس کو ایمان کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف ملا، آپ کے پیچھے نمازیں پڑھنے، آپ کی قیادت میں جہاد کرنے، آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا شرف حاصل ہوا، وہ سب جنتی، سب ہمارے مقتداء اور اہنما اور سب ہمارے امام ہیں۔ ہماری عقیدت کی اصل اور بنیاد یہی ہے۔ اس ایمان اور صحابیت کی دولت پانے کے بعد جس کو جناب رسول اللہ ﷺ کی پاک ذات سے جتنا قرب اور تعلق ہے، ہماری عقیدت و محبت میں اس کے لئے اتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

شیعیت پر الحمد للہ سلف و خلف کی طرف سے کافی علمی کام ہو چکا ہے اور عموماً عوام الناس شیعیت کے فتنے سے آگاہ بھی ہیں، تاہم خارجیت کے موجودہ فتنے کے خلاف نہ صرف یہ کہ کام بہت کم ہوا ہے بلکہ سستی اور دیوبندی حضرات نا سنجی اور بے خبری کی بناء پر تیزی سے اس فتنے کا شکار بھی ہو رہے ہیں۔ ہر فتنے کے بیوپاریوں کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ اپنے گندے اور غلیظ نظریات کو براہ راست پیش کرنے کے بجائے اس پر کوئی خوبصورت سا بورڈ لگاتے ہیں اور اس بورڈ یا عنوان کی آڑ میں اپنی گندگی کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

شیعہ حضرات کی دوکان میں فروخت کے لئے سامان تو بغض صحابہؓ کا رکھا ہے، تاہم یہ گندگی چونکہ کوئی مسلمان خریدنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا، اس لئے وہ اس پر بورڈ چپ اہل بیتؑ کا لگاتے ہیں، اور اہل بیتؑ کی محبت کے متلاشیوں کو اس دھوکے سے بغض صحابہؓ کا جام پلا کر ایمان کی دولت سے محروم کر دیتے ہیں۔ بریلوی حضرات نے یوں تو بدعات و رسومات کا لنگر خانہ کھول رکھا ہے، تاہم اگر بدعت کو بدعت ہی کے نام سے تقسیم کیا جائے تو کوئی بھی اسے لینے پر آمادہ نہیں ہو سکتا، لہذا وہ اس پر ”عشق رسول ﷺ“ کا لیبل لگاتے ہیں اور اسی عنوان سے لوگوں کو جمع کر کے انہیں بدعات و رسومات اور شرک کا گرویدہ بناتے ہیں۔

غیر مقلد حضرات کا مشن ائمہ مجتہدین اور فقہ کے بغض و عداوت کو عام کرنا ہے، تاہم چونکہ اس

پروڈکٹ کو اس کے اصل نام سے مشہور کرنے میں اس کی مقبولیت کا کوئی امکان نہیں، لہذا وہ اسے ”عمل بالحدیث“ کے زیر عنوان سے سجا کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

بالکل اسی طرح یزیدی حضرات ”بغض اہل بیت“ کی مہلک بیماری میں مبتلا ہیں اور اہل سنت والجماعت میں بھی اسی بیماری کا دائرہ پھیلا نا چاہتے ہیں، تاہم چونکہ ان کی اخلاقی جرأت انہیں اپنے اصل مشن کا اظہار کرنے کی اجازت نہیں دیتی، لہذا شیعیت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہ بھی تقیہ کے اصول پر عمل کر کے اپنی جدوجہد کو ”دفاع صحابہ“ اور ”دفاع حضرت امیر معاویہ“ کا عنوان دیتے اور بالآخر اپنے دام میں پھنسنے والوں کو ”بغض اہل بیت“ کے گڑھے میں گرا دیتے ہیں۔ چونکہ دفاع صحابہ کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں علمائے دیوبند کے فرزندانوں نے دی ہیں۔ اس لئے فطری طور پر یزیدی حضرات کے پیش کردہ اس عنوان سے بھی زیادہ تر دیوبندی حضرات ہی متاثر ہو کر نا سنجھی میں یزیدیت و خاریجیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اگر ہم لوگ ہر نئے اٹھنے والے گروہ کی ظاہری دعوت، اس کی لفاظی، چکنی چڑی باتوں اور پیچ در پیچ دلائل سے فوراً متاثر ہونے سے پہلے اس کے افکار و نظریات کو اپنے اکابر و اسلاف کے افکار و نظریات کی کسوٹی پر پرکھ لیا کریں، اور خود ہی ہر ایک کے پیچھے چل نکلنے کے بجائے ایسے معاملات میں اپنے اکابر اور جید علمائے کرام پر اعتماد کر لیا کریں تو صحیح عنوان سے غلط نظریات پیش کرنے والی اس قسم کی تحریکیں کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں۔ مگر جب ہر دو چار لفظ پڑھ لینے والا ہر کسی کے نظریات کا خود مطالعہ کر کے خود کو اس پر رائے دینے کا اہل سمجھنے لگے، اور پھر اپنی رائے کو حرف آخر سمجھ کر پوری قوت و شدت سے اس کی اشاعت میں مصروف بھی ہو جائے، اور جید علمائے کرام اس کو مسترد کریں تو ان کو بھی لکیر کے فقیر، تنگ نظر اور دقیانوس قرار دے کر انا ولا غیر کی بانسری بجانے لگے، تو اس طرز عمل سے فتنوں کی فصل نہ لہلہائے گی تو اور کیا ہوگا؟

اسلام کے دامن میں بہت سی عظیم شخصیات ہیں اور ان شخصیات سے اہل اسلام کو والہانہ عقیدت و محبت بھی ہے، اس عقیدت و محبت سے شرور و فتن کے بیوپاری خوب ناجائز فائدہ اٹھاتے اور سادہ لوح مسلمانوں کو بہکا کر گمراہ کرتے ہیں۔ ان کا طریقہ واردات یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی عظیم شخصیت کی محبت کا ایک غلط، بے سرو پا اور من گھڑت معیار مقرر کرتے ہیں، اور پھر اس معیار پر پورا نہ اترنے والوں کو خود ہی اس شخصیت کا دشمن اور گستاخ قرار دے دیتے ہیں۔

بریلوی حضرات پہلے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر، مختار کل اور عالم الغیب ماننے کو آپ ﷺ کی محبت کا خود ساختہ معیار بناتے ہیں، اور پھر اس معیار پر پورا نہ اترنے والوں کو بلا تردید گستاخ رسول کہتے ہیں۔

شیعہ حضرات کے نزدیک چونکہ حضرات امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت کا مطلب انہیں انبیاء سے افضل، معصوم، مفترض الطاعت اور مختار کل سمجھنا ہے، لہذا وہ ہمیں حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرات حسنینؑ کا گستاخ ہی گردانتے اور اس بنیاد پر ہم پر لعن طعن اور دشنام طرازی کے مشغلے میں مصروف رہتے ہیں۔ فتنہ ممانیت کے دلدادوں کے ہاں چونکہ توحید کا مطلب قبر کی زندگی اور سماع موتی کا انکار ہے، لہذا حیات فی القبر یا سماع موتی کے قائلین کو وہ بلا تکلف مشرک گردانتے ہیں۔

خارجی و یزیدی بھی یہی داؤ کھیلے ہیں: ان کے نزدیک حضرت امیر معاویہؓ کی محبت کا معیار انہیں قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کا مصداق ماننا اور خطاً اجتہادی سے معصوم سمجھنا ہے۔ جمہور اہل السنۃ والجماعت چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت راشدہ موعودہ کا مصداق نہیں سمجھتے، نیز مشاجرات صحابہؓ میں حضرت امیر معاویہؓ سے خطاً اجتہادی صادر ہو جانے کے قائل ہیں، لہذا یہ یزیدی ٹولہ اس بناء پر تمام سنی مفسرین، محدثین، فقہاء، متکلمین رحمہم اللہ کو بلا تکلف شیعہ اور گستاخ صحابہ قرار دے کر ان پر سب و شتم اور تبرا کرتا نظر آتا ہے۔

بہر حال سنی مسلمانوں کے لیے اس خارجی فتنے کو سمجھنا اور اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے جناب میاں محمد رضوان نفیس صاحب کی یہ کتاب انتہائی مفید ہے اور سنی مسلمانوں کو ان کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔ اگر چودہ سو سالہ امت کے علماء و فقہاء اور محدثین و مفسرین کی کچھ وقعت و اہمیت دل میں باقی رہ گئی ہو تو متاثرین حب یزید کے لئے یہ کتاب تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔

کتاب میں جن اکابر اہل سنت کا موقف درج کیا گیا ہے، اُن کے اسماء گرامی بمع مختصر تعارف مجلہ صفر کے شمارہ نمبر پینتالیس (۴۵) میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس لیے اُن کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

عمدہ کاغذ، صاف پرنٹنگ، مضبوط جلد، ۳۰۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب درج ذیل نمبر پر رابطہ کر کے منگوائی جاسکتی ہے۔ (0300-4183709) نیز مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور سے بھی دستیاب ہے۔ ☆☆☆☆

وفیات

حضرت مولانا عبدالصمد ظہیم [معاون مہتمم: دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور] کے بھائی حاجی سلیم صاحبؒ

مولانا قاری رشید احمد صدیقی صاحب [تلہ گنگ] کے والد گرامیؒ

قارئین سے مرحومین کی مغفرت اور پس ماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

دفعہ ایک سو چوالیس (۱۴۴)

یہ مٹا ایک اللہ سے ہی ڈرتا ہے، اسے پکڑو! محمد مصطفیٰ ﷺ سے پیار کرتا ہے، اسے پکڑو!
یہ جمہوری عقیدے کو مقدس کیوں نہیں کہتا؟ فقط اسلام کا اعلان کرتا ہے، اسے پکڑو!
برا کوئی کہے اس کے نبی کو تو، یہ کہنے دے ذرا سی بات پر دنیا سے لڑتا ہے، اسے پکڑو!
ذرا سے برف کے تودے تلے اس کو دبایا ہے یہ آخر کیوں سسکتا ہے؟ ٹھہرتا ہے، اسے پکڑو!
نمک جو ڈال بیٹھے ہیں ذرا سا اس کے زخموں پر یہ ہاؤ ہو مچاتا، شور کرتا ہے، اسے پکڑو!
یہ لندن اور واشنگٹن کی پوجا کیوں نہیں کرتا؟ یہ کیوں مکہ مدینہ پر ہی مرتا ہے، اسے پکڑو!
پریشاں کیوں ہمیں کرتا ہے تکبیر مسلسل سے؟ اسے کہہ دو کہ امریکہ بگڑتا ہے، اسے پکڑو!
صحابہؓ پر جو ہو سب و شتم تو اس کو کیا مطلب یہ ناحق کیوں اچھلتا ہے؟ بھرتا ہے، اسے پکڑو!
یہ ٹھیکے دار لگتا ہے؟ یہ تھانے دار بنتا ہے یہ دانشور کی غلطی کو پکڑتا ہے، اسے پکڑو!
یہ وطن و قوم کے اصنام پر جاں کیوں نہیں دیتا؟ رسول اللہ کی حرمت پہ مرتا ہے، اسے پکڑو!
یہ بد اخلاق بمباری ہماری کیوں نہیں سہتا؟ یہ غنڈہ ہاتھ میں پتھر پکڑتا ہے، اسے پکڑو!
یہودی لے گئے اقصیٰ تو کیا تکلیف ہے اس کو؟ یہ ہر دوجے محلے کود پڑتا ہے، اسے پکڑو!
اُبے دوڑو! اُرے بھاگو! اسے پکڑو! یہ احسن ہے یہ جو جی چاہتا ہے کہہ گذرتا ہے، اسے پکڑو!

قارئین توجہ فرمائیں!

”تحریک خدام اہل سنت“ کی سالانہ ”سنی کانفرنس“ میں شریک صفدر کے قارئین کانفرنس کے

موقع پر اپنا سالانہ چندہ محترم جناب ماسٹر منظور حسین صاحب کو دستی جمع کروا کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

نوٹ: رسید اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ اور قدیم قارئین رقم جمع کراتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور بتائیں۔

رابطہ: محترم جناب ماسٹر منظور حسین صاحب..... 0302-4166462